سرکاری رپورٹ

نواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس منعقدہ ۲ر جولائی ۱۹۸۷ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
(۱)	آغاز کارروائی- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
(۲)	وقفہ سوالات-	۲
	(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	
	(ii) گذشتہ اسمبلی سیشن کے دوران ملتوی کئے جانے والے تین سوالات کے جواب	
(۳)	اعلانات-	۵
	رخصت کی درخواستیں	
(۴)	قراردادیں-	۵۲
	(i) قرارداد نمبر ۴۰- منجانب میر عبدالکریم نوشیروانی	
	(ii) قرارداد نمبر ۴۱- منجانب مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ	

جلد نہم ——— شمارہ دہم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا نواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز پنجشنبہ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۸۷ء بوقت دس بجے صبح زیر صدارت ملک محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر، صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

از

قاری سید حماد کاظمی

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ/
وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ / وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ / اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ /
اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ /
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا / وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ع ۱۵ پارہ نمبر دس رکوع نمبر ۱۵۔ (ترجمہ)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا / بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے حکمت والا ہے / اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور ان نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی (سب نعمتوں) سے بڑی چیز ہے۔ یہ بڑی کامیابی ہے (وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ)

وقفہ سوالات

مسٹر اسپیکر:۔ اب وقفہ سوالات ہے پہلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے ۔

نمبر ۔ ۴۷۰ ۔ میر عبدالکریم نوشیروانی ۔

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے ۔

(الف) بیرونی ممالک سے سالانہ کس قدر گندم درآمد کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا درآمد شدہ گندم گورنمنٹ کے ذریعے سپلائی کی جاتی ہے یا ٹھیکیداروں کے ذریعے سپلائی کی جاتی ہے تفصیل دی جائے ۔

سردار بہادر خان بنگلزئی ۔ وزیر خوراک ۔

(الف) صوبائی حکومت بیرونی ملک سے گندم درآمد نہیں کرتی بلکہ اس کا انتظام وفاقی حکومت کرتی ہے ۔

(ب) جیسا کہ جز الف کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ کام وفاقی حکومت کے ذمہ ہے ۔ صوبائی حکومت کا اس سے کوئی سروکار نہیں ۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال ۔

نمبر ۴۷۱ میر عبدالکریم نوشیروانی ۔

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

بلوچستان میں اسوقت گندم ذخیرہ کرنے کے کل کتنے گودام ہیں نیز ان گوداموں میں کتنی مقدار میں گندم موجود ہے ہر ایک گودام کی تفصیل دی جائے ۔

وزیر خوراک ۔

بلوچستان میں غلہ ذخیرہ کرنے کے کل ۱۲۳۶۵۰ ٹن گنجائش کے گودام ہیں۔ تفصیل گودام اور مقدار گندم درج ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام پی آر سنیٹر	ذخیرہ کرنے کی گنجائش		مقدار گندم جو گوداموں میں موجود ہے	
۱	کوئٹہ	۳۲,۸۰۰	ٹن	۳۴,۵۶۷	ٹن
۲	پشین	۱۵,۰۰۰	ٹن	۸,۹۳۱	ٹن
۳	چمن	۲,۰۰۰	ٹن	۲,۱۰۷	ٹن
۴	ژوب	۲,۰۰۰	ٹن	۴,۲۱۹	ٹن
۵	مسلم باغ	۸,۱۰۰	ٹن	۱,۵۲۰	ٹن
۶	لورالائی	۵,۶۰۰	ٹن	۳,۷۹۴	ٹن
۷	دکی	۲,۰۰۰	ٹن	۵۱۸	ٹن
۸	بارکھان	۱,۰۰۰	ٹن	۲۸۹	ٹن
۹	موسیٰ خیل	۱,۰۰۰	ٹن	۶۸۹	ٹن
۱۰	نوشکی	۳,۱۰۰	ٹن	۵۷۴	ٹن
۱۱	دالبندین	۱,۶۰۰	ٹن	۲,۰۵۹	ٹن
۱۲	سبی	۱۴,۲۵۰	ٹن	۷۱۱	ٹن
۱۳	ہرنائی	۵۰۰	ٹن	--	ٹن
۱۴	مچھ	۵۰۰	ٹن	—	ٹن
۱۵	ڈھاڈر	۱,۷۰۰	ٹن	۴۲	ٹن
۱۶	بیل پٹ	۲,۶۰۰	ٹن	۲۲۴	ٹن
۱۷	جھٹ پٹ	۳,۸۵۰	ٹن	۱۱۴	ٹن

۱۸	ڈیرہ مراد جمالی	۱،۲۰۰	ٹن	—	ٹن
۱۹	استہ محمد	۹،۲۰۰	ٹن	۱،۲۳۴	ٹن
۲۰	کوہلو	۴۰۰	ٹن	۴۴۲	ٹن
۲۱	ڈیرہ بگٹی	۸۰۰	ٹن	۱،۶۹۵	ٹن
۲۲	کاہان	۱۰۰	ٹن	—	—
۲۳	قلات	۱،۶۵۰	ٹن	۷۴۲	ٹن
۲۴	سوراب	۱،۵۰۰	ٹن	۲۶۸	ٹن
۲۵	مستونگ	۵،۹۵۰	ٹن	۳،۸۴۷	ٹن
۲۶	خضدار	۱،۲۰۰	ٹن	۳،۳۵۲	ٹن
۲۷	آواران	۲۵۰	ٹن	۱۳۶	ٹن
۲۸	بیلہ	۲،۳۰۰	ٹن	۱۸۰	ٹن
۲۹	اوتھل	۱،۲۰۰	ٹن	—	
۳۰	حب	۴،۸۰۰	ٹن	۸،۸۳۹	ٹن
۳۱	خاران	۳،۸۵۰	ٹن	۲،۹۳۷	ٹن
۳۲	واشک	۱۰۰	ٹن	۱۰	ٹن
۳۳	لدگشت	۵۰۰	ٹن	۲۹۸	ٹن
۳۴	بسیمہ	۱۰۰	ٹن	۸۰	ٹن
۳۵	تربت	۱۰،۴۰۰	ٹن	۳۲۵۱	ٹن
۳۶	تمپ	۱،۶۰۰	ٹن	۱۰۰	ٹن
۳۷	مند	۱،۱۰۰	ٹن	۲۰	ٹن
۳۸	بلیدہ	۵۰۰	ٹن	۱۰۳	ٹن
۳۹	پنجگور	۶،۷۰۰	ٹن	۲،۰۵۷	ٹن
۴۰	پسنی	۵،۲۰۰	ٹن	۱،۱۳۶	ٹن

۴۱	گوادر	۲,۲۰۰	ٹن	۳۴۴	ٹن
۴۲	جیونی	۷۰۰	ٹن	۱۳۱	ٹن
۴۳	اوماڑہ	۲۵۰	ٹن	۱۲۸	ٹن
		۱,۶۴,۶۵۰	ٹن	۸۱,۳۲۵	ٹن

میر عبدالکریم نوشیروانی :۔ (ضمنی سوال) جناب والا! گوداموں میں اتنا زیادہ گندم ذخیرہ کرتے ہیں۔ کیا اس کے خراب ہونے کا امکان نہیں ہے۔؟

وزیر خوراک :۔ نہیں جناب! اس کے لئے محکمہ نے انتظام کیا ہوا ہے۔ ہر تین چار ماہ بعد وہاں اسپرے کیا جاتا ہے۔ گوداموں کی صفائی کیجاتی ہے۔ اس لئے یہ امکان کم ہے۔

مسٹر اسپیکر :۔ نوشیروانی صاحب کوئی اور ضمنی سوال نہیں کر رہے ہیں؟

میر عبدالکریم نوشیروانی :۔ جناب والا! ہم اس جواب سے مطمئین ہیں اسلئے ضمنی نہیں کر رہے ہے۔

مسٹر اسپیکر :۔ اب آپ اپنا اگلا سوال پوچھیں۔

٭ ۴۷۲۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقامی فلور ملوں سے صارفین کو اکثر آٹے کی غیر معیاری ہونے کی شکایت رہتی ہے ۔؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس شکایت کو دور کرنے پر غور کرے گی ۔

وزیر خوراک۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ مقامی فلور ملوں سے صارفین کو جو آٹا مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس کے معیار کے متعلق اب تک عوام کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے ۔

(ب) جواب اثبات میں نہیں ہے ۔ محکمہ خوراک بلوچستان ملوں کے آٹے کی کوالٹی کو بہتر بنانے کیلئے مسلسل کوشاں ہے ۔ اور ملوں کی چیکنگ کا نظام صحیح طریقہ پر رائج کیا جا رہا ہے ۔

جناب اسپیکر! یہ وضاحت بھی کر دوں کہ جب یہ سوال ہمیں موصول ہوا تھا اس وقت اس آٹا کے متعلق کچھ شکایت تھی ۔ ہم نے اسوقت ملوں کی چیکنگ کی اور اس مسئلے کو حل کر دیا تھا اور اب کسی طرف سے آٹا کی شکایت نہیں مل رہی ہے ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:۔ میں سردار صاحب سے مزید گذارش کرونگا کہ وہ چیکنگ کو تیز کر دیں ۔ تاکہ کوئی تکلیف نہ ہو اور عوام کو اچھا آٹا مل سکے ۔ اگرچہ سردار صاحب مطمئن ہیں اب راشننگ بھی نہیں ہے تو فلور مل والے آٹے کو غیر معیاری بنا سکتے ہیں ۔

وزیرخوراک:۔ ٹھیک ہے اب راشننگ نہیں ہے۔ مگر عوام کو محکمہ خوراک کے گوداموں سے بہتر آٹا مل رہا ہے۔ غلہ کم نہیں ہے ہم اپنی طرف سے کوشش کریں گے کہ اس قسم کی کوئی آئندہ شکایت نہ ہو۔

مسٹر اسپیکر:۔ آپ سردار صاحب نوشیروانی صاحب کو آٹے کی بوری بھجوا دیا کریں۔ ان کو شکایت نہ ہوگی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:۔ جناب والا! ہمیں آٹے کی ضرورت نہیں ہے ہم داشت سے روٹی لاتے ہیں۔ اور کھاتے ہیں۔ گھر میں آٹے سے روٹی نہیں پکاتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اگلا سوال مسٹر اقبال احمد کھوسہ صاحب کا ہے۔

***۵۰۵۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔**

کیا وزیر خوراک ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) سال ۸۷-۱۹۸۶ع میں صوبہ بلوچستان کے لیئے گندم کی خریداری کی ہدف کیا ہے اب تک کس قدر گندم خریدی جا چکی ہے۔ اور کہاں اسٹاک کیا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جھٹ پٹ میں محکمہ کے گوداموں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور انکی کئی سالوں سے مرمت نہیں ہوئی اور گنجائش بھی کم ہے بارشوں کے دوران گندم کے خراب ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس کی مرمت اور مزید گوداموں کی تعمیر کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! آپکی اجازت ہو تو چونکہ یہ جواب پہلے لکھا جا چکا ہے تاہم اس وقت کی صورت حال کے مطابق میں یہ جواب پڑھوں گا۔

(الف) اس سال گندم کی خریداری کا ہدف پچیس ہزار ٹن ہے۔ جوکہ ہر سال کی طرح ماہ مئی کے اوائل میں بذریعہ پاسکو شروع کردی گئی ہے لیکن حکومت کی خرید کی گئی گندم کے خلاف شکایت ہوئی کہ اس ہوئی کہ اس گندم کی کوالٹی صحیح نہیں ہے لہذا اس کا تجزیہ کرایا گیا جس سے بات درست ثابت ہوئی لہذا فیصلہ کے مطابق گندم کی خریداری سترہ جون ۱۹۸۷ء تک معطل کردی گئی۔ پاسکو کے ذریعہ ایک لاکھ پچانوے ہزار پانچسو سترہ بوری گندم خرید کی گئی ہے جس سے اناسی ہزار بوری گندم محکمہ خوراک کے حوالے کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے زمین داروں اور کاشت کاروں کی امداد کے لئے مختلف مراعات کا اعلان کیا ہے جس میں آبیانہ اور عشر کی ادائیگی کا بندوبست شامل ہے۔

(ب) یہ صحیح نہیں کہ محکمہ خوراک کے کچھ گودام پچھلے سال سے محکمہ زراعت کے زیر استعمال رہے ہیں جس کی وجہ سے ان گوداموں کی صحیح طور پر نگہداشت نہیں ہوئی محکمہ زراعت سے گودام واپس لینے کے بعد محکمہ خوراک نے ان کی مرمت کیلئے سال ۱۹۸۵-۸۶ء میں ۴۴،۵۰۰ یعنی چار لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو روپے مختص کئے ہیں مرمت کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے جھٹ پٹ کے موسم کی وجہ سے وہاں زیادہ دیر تک گندم کا ذخیرہ محفوظ خیال نہیں کیا جاتا۔ اس لئے وہاں پر مزید گوداموں کی تعمیر کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہیں۔ جھٹ پٹ سے خرید شدہ گندم دوسری جگہوں پر ذخیرہ کرنے کے لئے بھجوائی جاتی ہے۔

میر فتح علی عمرانی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! پہلے سردار صاحب یہ وضاحت تو کریں کہ یہ گندم انیس لاکھ اکسٹھ ہزار ہے یا ایک لاکھ چھیانوے ہزار ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! میں نے پہلے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ گندم ایک لاکھ پچپانوے ہزار پانچسو بوری ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ کیا ایک لاکھ پچانوے ہزار پانچسو سترہ بوری گندم خراب ہو چکی ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب والا! یہ گندم پاسکو نے خریدی ہے جس میں سے اناسی ہزار بوری صحیح غلہ ہے۔ جبکہ باقی ان کے پاس ہے۔

میر فتح علی عمرانی۔ جناب اسپیکر! ہمارے نصیر آباد میں ان کی خریداری نہیں ہوئی ہے انہوں نے شاید وہاں کے ہندوؤں کو کمیشن دے کر یہ غلہ خریدا ہے میری معلومات کے مطابق اٹھارہ ہزار ٹن سے زیادہ غلہ خریدا گیا ہے۔

وزیر خوراک۔ جناب اسپیکر! چونکہ گندم کی خریداری محکمہ خوراک نہیں کرتا پاسکو ایجنٹ کے طور پر خریداری کرتا ہے ہم نے صاف گندم پاسکو کے ذریعے لی ہے اب پاسکو نے کتنی گندم حاصل کی ہے۔ اس کا جواب ہم نہیں دے سکتے اس کا جواب وہ ہی دے سکتے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا کہ پاسکو ایجنٹ ہے اور محکمہ خوراک اس کے توسط سے گندم حاصل کرتا ہے۔

آغا عبدالظاہر۔ جناب اسپیکر! پچیس ہزار ٹن کا ہدف صرف صوبہ بلوچستان کے لیئے یا سارے پاکستان سے یہ گندم خریدی جائے گی اس کی وضاحت کر دیں تا کہ پتہ چلے۔

وزیر خوراک :- جناب والا ! یہ ہدف سارے پاکستان سے گندم حاصل کرنے کیلئے ہے ۔ گندم سارے پاکستان سے خریدی جاتی ہے نیز بلوچستان کے علاوہ گندم پنجاب سے بھی پاسکو کے ذریعے خریدی جاتی ہے اور ہمارا ہدف پچیس ہزار ٹن ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- کیا پاسکو کو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بلوچستان سے ساری گندم خریدنے کو ترجیح دے ؟

وزیر خوراک :- جناب اسپیکر ! بعض اوقات صوبہ بلوچستان میں اتنا غلہ نہیں ہوتا اس لئے پنجاب سے بھی خریدا جاتا ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- بہر حال جتنا غلہ صوبہ بلوچستان میں پیدا ہوتا ہے ۔ ان کو پہلے یہاں سے خریدنا چاہیئے ۔

وزیر خوراک :- جناب اسپیکر ! یہ صحیح ہے ہم حکومت پاکستان سے سفارش کریں گے کہ بلوچستان سے جتنی گندم حاصل ہو سکتی ہے خریدی جائے ۔ اور مزید ضرورت ہو تو پنجاب سے خریدی جائے ۔

مسٹر اسپیکر :- میں سمجھتا ہوں کہ پہلے یہاں سے اور بعد میں باقی صوبوں سے خریدی جائے یہ ضروری ہے ۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :- جناب اسپیکر! وہاں گوداموں میں بارش کا پانی تین تین مہینے کھڑا رہتا ہے آج تک ان کو ٹھیک نہیں کیا گیا۔

وزیر خوراک :- جناب والا! جیسا کہ میں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ ان گوداموں کی مرمت ہوئی ہے۔ اگر معزز رکن کو اس کے علاوہ شکایت ہے تو میں خود جا کر دیکھوں گا کہ ان کی شکایت کس حد تک صحیح ہے، اور اس کے بعد ان کو تسلی بخش جواب دوں گا۔

میر ذوالفقار علی مگسی :- (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! کچھی ڈسٹرکٹ میں ابتک گندم پڑی ہوئی ہے فیصلہ ہوا تھا کہ اسے پاسکو والے خریدیں گے مون سون کا سیزن آنے والا ہے اگر گندم پڑی رہے تو نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا؟

وزیر خوراک :- جناب اسپیکر! ممبر موصوف کے علم میں ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی ہدایت کے تحت کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ہم نے صاف گندم خریدنا ہے لہذا گندم کا نمونہ لیکر آج چیف منسٹر صاحب کو رپورٹ پیش کر رہے ہیں آج ہی اس کا فیصلہ ہو جائے گا اور محکمہ خوراک اس فیصلہ کی پابندی کرے گا۔

میر ذوالفقار علی مگسی :- جناب والا! رپورٹ کو تو دیر لگے گی بارشوں کا سیزن آنیوالا ہے اگر گندم پڑی رہی تو ساری ڈیمج ہو جائے گی۔

وزیر خوراک :- آج چوتھا پانچواں دن ہے جب رپورٹ کے بارے میں جام صاحب کی صدارت

میں فیصلہ ہوا تھا کمیٹی نے جاکر تجزیہ کیا نمونہ حاصل کیا ظاہر ہے یہ کام وقت تو خواہ مخواہ لیتا ہے ۔ ہم نے اس اس سلسلہ میں جام صاحب سے وقت لیا ہے ۔ ابھی اسمبلی اجلاس کے بعد رپورٹ پیش کی جائے گی اور کوئی فیصلہ ہو جائیگا ۔

پرنس یحیٰ جان بلوچ ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر ! کبھی کبھی بارشوں کی وجہ سے گندم پاسکو کے سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہوا کرتی لہذا وہ اسے نہیں خریدتے اسکے نتیجے میں غریبوں کی ہزاروں ٹن گندم بچ جاتی ہے کیا ان کو آپ کمپنیشن (مالی امداد) دیتے ہیں یا ان کی گندم سب سیڈائیزڈ ریٹ پر خریدتے ہیں ؟ یا ان کی گندم تباہ ہو جاتی ہے ۔؟

وزیر خوراک :- جناب والا ! حکومت اس بات کی پابند نہیں ہے کہ ساری پیداوری گندم خریدے ابھی تو لوگوں کو اوپن مارکیٹ میں اپنی گندم بیچنے کی اجازت بھی ہے بیوپاری اسے اوپن مارکیٹ میں بیچ رہے ہیں ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے وہ جہاں چاہیں غلہ بیچ سکتے ہیں ان کے لیئے بازار کھلا ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- اگلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے ۔

*۴۶۳۔ میر عبدالکریم نوشیروانی ،

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۵ء میں شیخ واصل کے مقام پر ایک روڈ تعمیر کیا گیا تھا ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس روڈ کو بند کر دیا گیا ۔

ج اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس روڈ کو بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے ۔

(الف) نہیں یہ کام ۱۲-۶-۸۹ کو شروع کیا تھا۔

(ب) ہاں

(ج) موسم سرما کی وجہ سے کام ۱۵-۱۱-۸۹ سے ۱۵-۳-۹۰ تک بند رہا۔ کیونکہ اس دوران سردی کی وجہ سے کام نہیں ہو سکتا۔

مسٹر اسپیکر! اب مسٹر اقبال احمد کھوسہ صاحب اپنا سوال نمبر ۴۹۴ پوچھیں۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب والا! میں اس سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ سوال کافی لمبا ہے میں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا ہوں۔

پرنس یحییٰ جان بلوچ:۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! ہم یہاں تقریباً چار ماہ بعد آتے ہیں اگر عام صاحب تھوڑی تکلیف فرما کر ایک آدھا صفحہ پڑھ لیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ وہ تو آپ کے اپنے ہیں جواب نہ پڑھیں لیکن باقی لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ وزیر اعلیٰ ہیں اس اسمبلی کے سامنے جواب دہ ہیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ میں آپکی بات تسلیم کرتا ہوں۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:۔ جناب والا! (پوائنٹ آف آرڈر) سوال میرا ہے جواب مجھے دیا گیا ہے۔ ایوان میں سب کے پاس اس کی کاپیاں موجود ہیں میں چاہتا ہوں کہ وہ جواب نہ پڑھیں میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

پرنس یحیٰی جان:- یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے سوال کیا ہے لیکن باقی لوگ بھی اس پر سوال کر سکتے ہیں۔ اس پر ووٹ لے لیئے جائیں اگر اکثریت یہ کہے کہ جواب نہ پڑھیں تو نہ پڑھا جائے۔

میر محمد نصیر مینگل وزیر صنعت و حرفت:- جناب اسپیکر! جس کا سوال ہے اگر وہ جواب پڑھنے کے لیئے نہیں کہتا یا اس پر ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا ہو تو اس پر آپ کی رولنگ ضروری ہے۔

مسٹر اسپیکر:- جب کوئی سوال ایوان میں پیش ہوتا ہے تو وہ ایوان کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ اب اس سوال کا جواب حاصل کرنا یا اس پر ضمنی سوال کرنا سب ممبران کا استحقاق ہو جاتا ہے۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:- جناب! پہلے تو آپ نے فرمایا کرتے تھے کہ اس پر صرف ضمنی سوال کریں آج آپ یہ فرما رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر:- اگر کسی ممبر کو جواب نہ پڑھنے پر اعتراض ہو تو جواب پڑھا جا سکتا ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:- جناب! اب آپ کہتے ہیں کہ ضمنی سوال کر لو۔

مسٹر اسپیکر:- اگر آپ کہتے ہیں کہ جواب نہ پڑھا جائے اور کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہو تو جواب نہیں پڑھا جائے گا۔ ویسے میرے خیال میں جواب پڑھنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

وزیر اعلےٰ:- جناب والا! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پرنس یحییٰ جان:۔ جناب والا! ہمام صاحب سے پہلے میں کھڑا ہوا ہوں ۔ جناب والا! اس میں تسلی اس وجہ سے نہیں ہوتی ہے کہ یہ حکومت مسلم لیگ کی ہے اور کھوسہ صاحب ان کے ایڈوائزر ہیں ۔ جناب! ہمارا بھی کچھ حق بنتا ہے ہم یہاں کچھ نہ کچھ بات تو کر سکتے ہیں ۔ جناب ہم آپ کے زیر سایہ ہیں ورنہ تو ہمیں بات بھی نہیں کرنے دی جاتی ۔

مسٹر اسپیکر:۔ آپ کو بالکل اس میں بات کرنے کا حق حاصل ہے ۔ اور یہ مسلم لیگ کی بات نہیں ہے ۔ یہ ممبران کی حق کی بات ہے ۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:۔ جناب والا! یہ ایڈوائزر کی بات نہیں ہے ۔ میں نے سوال کیا ہے اس کا مجھے جواب دیا گیا ہے ۔ اسے آپ پڑھ سکتے ہیں اس سے زیادہ میں اور کیا کہوں ۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں اقبال احمد کھوسہ کا ممنون و مشکور ہوں یہ جو ایک سوال کا جواب ہے اگر اس سے کہیں زیادہ بھی لمبا ہو تو میں پڑھنے کیلئے تیار ہوں ۔ میرا یہ فرض ہے کہ میں اس ہاؤس کے ہر ممبر کو مطمئن کر دوں ۔ اس سے اپوزیشن والوں کو بھی اعتراض نہیں ہوگا ۔ میں ان کو جواب دینا چاہتا ہوں کیونکہ ہماری حکومت کا کام عوام کی خدمت کرنا ہے ۔ اور وہی کر سکتا ہے جو کسی بھائی کو انکار نہ کرے ۔ لہذا میں اس کا جواب پڑھتا ہوں ۔

*۴۹۳۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ نیشنل ہائی وے جھٹ پٹ تا ڈیرہ مراد جمالی، جھٹ پٹ تا میر دین روڈ پر سال رواں کے دوران کس قدر کام ہوا اور لاگت تخمینہ کیا ہے تفصیل دی جائے ۔

وزیر اعلیٰ :-

نیشنل ہائی وے پر پچھلے سال یعنی ۸۶-۱۹۸۵ء کے دوران جو کام ہوا تھا ان کے ٹھیکیداروں کے کچھ تقریباً دس لاکھ کے بقایا جات تھے جو کہ سال رواں میں فنڈ ریلیز ہونے کی وجہ سے ان بقایاجات کی ادائیگی کی گئی۔ پھر سال رواں میں فلڈ کنٹرول کے لئے روڈ کے کمزور حصوں پر SPURS (ریلوں کے نزدیک) اور حفاظتی بند باندھے گئے تاکہ روڈ کو ٹوٹنے سے بچایا جائے جس پر لاگت تخمینہ دس لاکھ تھا۔ مگر فنڈز کی کمی کی وجہ سے ٹھیکیدار کو صرف پانچ لاکھ تک کی ادائیگی کی گئی۔ باقی ہائی وے کے کچھ حصوں میں جہاں پیچ ورک کی ضرورت تھی وہاں پیچ ورک مکمل کرایا گیا بلکہ کچھ پیچ ورک کا مزید کام بھی رہتا ہے جو کہ IN-PROGRESS ہے اور RE-SURFACING کا کام بھی ۱۱۷ کلومیٹر سے ۱۲۸ کلومیٹر تک الاٹ کیا گیا ہے پروگرام کے مطابق جو کہ جلد از جلد مکمل ہونے والا ہے۔ پیچ ورک کا کام کلومیٹر ۸۹ ، جھٹ پٹ سے لیکر نوتال ۴۲ تک جہاں جہاں ضرورت تھی کرائی گئی اور کرایا جا رہا ہے جس کا اب تک تخمینہ لاگت تیرہ لاکھ روپے ہے۔ باقی دس لاکھ کی RE-SURFACING اور تین لاکھ کا پیچ ورک IN-PROGRESS ہے جو کہ ۲۵ جون ۱۹۸۷ء تک مکمل ہو جائے گا۔

چھتر تا ڈیرہ مراد جمالی روڈ :- اس روڈ کے لئے سال رواں کے MAINTANCE فنڈز سے سات لاکھ روپے ریلیز ہوئے جو کہ فلڈ DAMAGES روڈ EMBANKMENT کلومیٹر ۔ تا ۹ تک RAISING کرائی گئی جس کی تخمینہ لاگت دو لاکھ روپیہ ہے اور کلومیٹر ۱۸ سے ۲۰/۲ تک RESTORATION OF FLOOD DAMAGES اور RAISING OF BERMS کروائی گئی۔ جس کا تخمینہ لاگت پانچ لاکھ روپیہ ہے۔

جھٹ پٹ اوستہ محمد روڈ :-

۱- چوڑائی دوبارہ بنوائی ایک کلومیٹر سے ۳ کلومیٹر تک ۱۵ لاکھ (پندرہ لاکھ) روپے کی لاگت کا کام ہے اور صحیح طریقے سے ہوا کرنا ہے۔

۲۔ مٹی کی بھرائی کا کام ایک کلومیٹر سے ۱۷ کلومیٹر تک لاگت ۳ لاکھ/۰۰۰-۰۰۰،۳ روپے سے کام مکمل ہو چکا ہے۔

۳۔ مٹی کی بھرائی کا کام ۱۷ کلومیٹر سے ۲۹ کلومیٹر تک کی لاگت /۰۰۰-۵۰،۲ (دو لاکھ پچاس ہزار) روپے سے مکمل ہو چکا ہے۔

۴۔ پچ ورک کا کام ایک کلومیٹر سے ۲۹ کلومیٹر تک کی لاگت /۰۰۰-۰۰،۲ (دو لاکھ) روپے سے مکمل ہو چکا ہے۔

۵۔ پچ ورک کا کام ۲۹ کلومیٹر سے ۳۵ کلومیٹر تک کی لاگت /۰۰۰-۵۰،۱ (ایک لاکھ پچاس ہزار) روپے سے مکمل ہو چکا ہے۔

۶۔ پچ ورک کا کام ۳۵ کلومیٹر سے ۴۰ کلومیٹر تک کی لاگت /۰۰۰-۵۰،۱ (ایک لاکھ پچاس ہزار) روپے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

۷۔ مٹی کا کام برائے اونچائی کنارہ روڈ از کلومیٹر ۳۵ تا ۴۰ کلومیٹر تک لاگت ایک لاکھ روپے کا کام ہو چکا ہے۔

۸۔ ٹوٹی ہوئی چھت کی دوبارہ بنوائی از کلومیٹر ۱۳، ۱۴ اور ۱۴، ۱۵۔ لاگت ایک لاکھ روپے ہے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

۹۔ تعمیر برائے ۸ × ۱ فٹ پل کلومیٹر ۳۵ پر لاگت ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کا کام تقریباً مکمل ہے۔

صحبت پور۔ حیر دین روڈ۔

اس روڈ پر مندرجہ ذیل کام سالِ رواں میں پایہ تکمیل کو پہنچنے والے ہیں۔

۱۔ اے ڈی پی ورک صحبت حیر دین کلومیٹر ۵ < ۵/۳۲تا۲۱۴/ ۳۸ جس پر لاگت تخمینہ /۰۰۰-۲۵، روپیہ آئے گا۔

۲۔ مولوی قادر بخش لنک روڈ تخمینہ دو لاکھ۔

۳۔ پچ ورک/ری سرفیسنگ/ریپئر آف کلومیٹر /۰ ۶ تا /۳۲ لاگت ۵ لاکھ روپے۔

۴۔ پیچ ورک کلومیٹر ۰/۰ تا ۰/۶ تخمینہ ایک لاکھ۔

۵۔ ارتھ ورک RESTORATION OF FLOOD DAMAGES تخمینہ ایک لاکھ۔

میر فتح علی عمرانی:۔ (ضمنی سوال) جناب والا! چھتر ڈیرہ مراد جمالی میرا حلقہ انتخاب ہے وہاں روڈ نہیں ہے اور جو ہے وہ بھی کچا ہے پندرہ لاکھ روپے سے لوکل گورنمنٹ نے سال رواں میں وہاں کام کیا ہے۔ محکمہ نے اب کہا ہے کہ اس پر اس نے سات لاکھ روپے خرچ کیئے ہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ محکمہ نے اس پر ایک روپے بھی خرچ نہیں کیا اگر یہ رقم خرچ ہوئی ہوگی تو دفتر میں خرچ ہوئی ہوگی دفتر والوں نے جواب غلط دیا ہے۔

وزیراعلیٰ:۔ جناب والا! میرا اس سوال کیلئے بھی وہی جواب ہوگا۔ جیساکہ معزز رکن نے فرمایا ہے کہ ایک روپے بھی خرچ نہیں ہوا ہے۔ معزز رکن ہمارے نمائندے ہیں۔ جیساکہ اس سوال سے پہلے سوال کے جواب میں میں نے کہا تھا اس موقع پر میں دوبارہ کہوں گا کہ اگر محکمہ نے اس کام پر ایک روپے بھی خرچ نہیں کیا تو ان لوگوں کو نہ صرف سینڈ کیا جائے گا بلکہ اس کالی بھیڑوں کا احتساب کیا جائے گا۔ بلکہ ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ (تالیاں)

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:۔ جناب والا! ضمنی سوال۔ دس لاکھ روپے کی لاگت سے بندات بنائے گئے ہیں کہ وہاں پانی کھڑاؤ ہوتا ہے جو روک جاتا ہے اس سے روڈ کو بھی خطرہ ہے اور ریلوے لائن بھی بند ہو سکتی ہے۔ جناب یہ اس قسم کے بندات بنائے گئے ہیں۔

وزیراعلیٰ:۔ جناب والا! میں معزز رکن سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ معزز ممبران سے کہ جب کارروائی ہو جائے تو اس کارروائی پر سفارش نہیں کی جائے گی۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا! ایسا ہی ہوگا۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! میں اس ایوان کا بڑا مشکور ہوں کہ اس معاملہ میں جو کارروائی کرنا چاہتا ہوں اس میں انشاء اللہ ایم پی اے حضرات کی کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ یہ کالی بھیڑیں اس محکمہ سے الگ کر دی جائیں گے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- (ضمنی سوال) جناب والا! تقریباً پچیس لاکھ روپے کے پیچ ورک دکھائے گئے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جب چیف منسٹر صاحب وہاں تشریف لاتے تو تھوڑا بہت پیچ ورک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آج تک وہاں کوئی پیچ ورک نہیں ہوا۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! میں اپنے معزز رکن کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے جب بھی پیچ ورک دیکھتا ہوں تو اس پر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ پیچ ورک نہیں ہے۔ (تالیاں) میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ انشاء اللہ ہم تمام خرابیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر دکھاؤں گا۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر بتایا گیا ہے ہم روڈ بیرنگ بناتے ہیں جس پر پچیس لاکھ روپے لاگت آتی ہے۔ آج تک وہاں پر جو روڈ بیرنگ بنائے گئے ہیں وہ کسی کام نہیں آئے۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! اس معاملہ کی انکوائری کی جائے گی۔ اور تمام چیزیں جن کے

یہاں نشاندہی کی گئی ہے اس کی پوری تحقیقات کیجائیگی ۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :۔ جناب والا ! یہ جو روڈز بتائے گئے ہیں کہ ان پر پیچ ورک ہوا ہے حالانکہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا ہے ۔

وزیراعلیٰ :۔ اگر ممبر صاحب کہہ رہے ہیں تو اس انکوائری کیجائیگی اور جو معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے اسکو دیکھا جائیگا ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر صاحب یہ پیچ ورک کا کام روڈز پر نہ کیا جائے یہ دوسرے دن اکھڑ جاتا ہے ۔ اگر بنانا ہے تو پورا روڈ بنایا جائے یہ صرف کھانے کے چور دروازہ ہے ۔ اگر اس پیچ ورک کو بند کر دیا جائے تو فرق نہیں پڑے گا ۔

مسٹر اسپیکر :۔ یہ تو ٹیکنیکل ورک ہے محکمہ والے بہتر جانتے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر :۔ اگلا سوال ۔

٭ ۴۹۴ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ ۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ ایس ۔ ای ۔ بی اینڈ آر سرکل نصیر آباد میں کوھلو پراجیکٹ ایریا کے عملے کو منتقل کر کے تعینات کیا گیا ہے جس سے مقامی بے روزگار تعلیم یافتہ افراد متاثر ہوئے یہ اضافی عملہ کیوں منتقل کیا گیا تفصیلات سے آگاہ فرمائیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات۔

یہ درست نہیں ہے۔

بی اینڈ آر سرکل کو ھلو کی منتقلی کو ھلو سے نصیر آباد ستمبر ۱۹۸۶ء میں کی گئی۔ جس کا کچھ عملہ جو کہ کوھلو میں تعینات تھا۔ مستقل کیا گیا۔ جس کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ موجودہ عملے کی کل تعداد ۸ آٹھ ہے۔ جسمیں سے صرف دو کا تعلق کوھلو سے ہے۔ اور باقی تمام عملے کا تعلق نصیر آباد سول ڈویژن سے ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:- جناب والا! نیچے لکھا جا رہا ہے کہ سرکل شفٹ ہوا ہے اور اوپر لکھا جا رہا ہے یہ درست نہیں ہے آپ یہ تضاد دیکھ سکتے ہیں یہ عملہ اس نئے سرکل کے لئے نصیر آباد سے کیوں نہیں لیا گیا ہے یہ ڈویژن بنانے کا فائدہ ہمیں کیا ہوا ہے۔؟

وزیر اعلیٰ:- اس جواب میں تو بتا دیا گیا ہے سوائے دو کے باقی کا تعلق نصیر آباد سے ہے۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:- نہیں جناب سارے باہر کے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- میں اس کی تحقیقات کروں گا میں معزز ممبر بتلاتا ہوں اگر آپ کو سوال کا جواب صحیح نہیں دیا گیا ہے تو آپ اسکے متعلق مجھے چھوٹی سی پرچی لکھ دیں میں محکمہ سے باز پرس کروں گا کہ کیوں یہ غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے۔

مسٹر اسپیکر:- (اقبال احمد کھوسہ) سے مخاطب ہوتے ہوئے۔ کیا آپ کو غلط جواب ملا ہے۔؟

مسٹر اقبال احمد کھوسہ:- جناب والا! جب وہاں پر نیا ڈویژن بی اینڈ آر کا بنا ہے تو عملہ بھی نصیر آباد سے لیا جائے میری مراد یہ ہے۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! ہمیں سڑکوں کے بارے میں تو بہت کچھ کرنا پڑے گا جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ان علاقوں میں لوگ سڑک نہیں بنانے دیتے ہیں اس کی کئی وجوہات ہیں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں اس چیز کا تمام معزز ممبران کو علم ہے کہ سڑک کیوں نہیں بنانے دیجاتی ہے۔ میں اس پرانے مسئلے کو نہیں چھیڑنا چاہتا ہوں پہلے جو لوگ وہاں پر تعینات اور وہاں پر عملہ تھا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ اس عملہ کو نئے ڈویژن میں نہ لگایا جائے آخر سٹاف کو بھی کہیں تو لگانا ہے۔ اور جیسا کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ صرف دو افراد کو نئے ڈویژن میں تعینات کیا گیا ہے اور باقی عملہ نصیر آباد سے تعینات کیا گیا ہے اور اگر یہ کہتے کہ سارا عملہ باہر سے لایا گیا ہے تو اس کی پوری تحقیق کروں گا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

پرنس یحییٰ جان بلوچ:- جناب والا! وہاں پر خیر بخش مری نہیں کہ وہاں سڑکیں نہیں بنتی ہیں۔ ہم یہاں کے لوگ ہیں مسلم لیگ کی حکومت ہے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہاں پر سڑکیں کیوں نہیں بنتی ہیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان اور مسلم لیگ کا ان علاقوں پر اثر ہو اس لیئے سڑکیں نہیں بننے دیتے تھے جس کی وجہ سے آج وہ خود روس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا وقار ختم ہو جائے گا اگر وہاں سڑکیں بنتیں تو ان اثر ختم جاتا۔ اصل چیز تو یہ ہے ورنہ ہم جیسے لوگ تو آج یہاں پر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں یہ ہر ایک کا نقطہ نظر

ہے میں اگر آج پاکستان کو چاہتا ہوں تو دوسرا نہیں چاہتا میں کیا کر سکتے اور میں کسی کو مجبور نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ پاکستان سے عقیدت کیوں نہیں رکھتے ہیں کون محبت رکھتا ہے اور کون نہیں یہ تو تاریخ فیصلہ کریگی ۔

میر ہمایوں خان مری :- جناب والا! جام صاحب کہہ رہے ہیں کہ دوسرے اس سے ان کی کیا مراد ہے ۔؟

وزیر اعلیٰ :- آپ تو معزز وزیر ہیں آپ اسکا تجزیہ کر سکتے ہیں ۔

مسٹر اقبال احمد کھوسہ :- جناب والا! میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی اے ڈی پی کی اسکیم ہے ۔ مگر یہ تو ایم پی اے اسکیم سے ہے ۔ اچھا کام ہو رہا ہے ۔ اس لئے میں ضمنی سوال نہیں کروں گا ۔

وزیر اعلیٰ :- کوئی تو اچھا کام ہوا ہے ۔ شکریہ ۔

مسٹر اسپیکر :- اگلا سوال ۔

٭ ۴۹۵ ۔ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ ۔

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ اوستہ محمد شہر میں دوراہا تا ٹھڈوسے ، سڑک کا کام کچھ عرصے پہلے شروع کیا گیا تھا لیکن اس کو درمیان میں بند کر دیا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں آیا اس کام کو مکمل کیا جائے گا ۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں ۔

وزیر مواصلات وتعمیرات۔

اس کے لئے پچھلے سال اس ڈویژن کو صرف تین لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔ جس کا کام پچھلے سال ہی شروع ہوا تھا۔ اور پچھلے سال ہی ختم ہوگیا تھا۔ اس سال اس کام کے لئے دس لاکھ روپے ماہ اپریل ۱۹۸۷ء میں ریلیز کئے گئے تھے۔ جس کا کام مئی کے مہینے سے شروع ہے۔ جو کہ جون ۸۷ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اور یہ M-P-A میر عبدالنبی خان جمالی کی تجویز کردہ اسکیم ہے۔

*۵۲۱: مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔

کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع نصیر آباد میں محکمہ مواصلات وتعمیرات کے ٹھیکے کسی اخبار یا دیگر ابلاغ عامہ کے ذریعے مشتہر کیئے بغیر چند مخصوص ٹھیکیداروں کو دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کسی ٹھیکہ کو مشتہر کئے بغیر ٹھیکیداروں کو دینے کی کیا وجوہات ہیں نیز سال رواں کے دوران کتنی مالیت کے کتنے ٹھیکے کن ٹھیکیداروں کو دیئے گئے۔ ٹھیکہ اور ٹھیکیداروں کے ناموں کی تفصیل دی جائے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات۔

(الف) ضلع نصیر آباد میں محکمہ مواصلات وتعمیرات کے ذریعے جو ٹھیکے ٹھیکیداروں کو دیئے جا رہے ہیں وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی پالیسی کے تحت دیئے جا رہے ہیں۔ جس کے مطابق پانچ لاکھ تک کے ٹھیکے ڈسٹرکٹ لیول پر کئے جاتے ہیں۔ اور دس لاکھ تک کے ٹھیکے ایڈمنسٹریٹو ڈویژن لیول پر دیئے جاتے ہیں۔ جس کی WIDE PUBLICITY کی جاتی ہے۔

یعنی اس محکمے کے ٹھیکے ابلاغ عامہ کے ذریعے اور اشتہار عام WIDE PUBLICITY کے بعد دیئے جاتے ہیں جو کہ نصیر آباد ڈویژن میں بھی انہی اصولوں کے تحت بغیر کسی رنگ اور نسل کے امتیاز کئے ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے کہ ٹھیکے ابلاغ عامہ اور WIDE PUBLICITY کے ذریعے بغیر کوئی رنگ و نسل میں فرق کئے ٹھیکیداروں کو دیئے جا رہے ہیں لہٰذا اس کی تفصیلی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے۔

سالِ رواں کے ٹھیکے اور ٹھیکیداروں کے نام۔

۱۔ نیشنل ہائی وے پر حفاظتی بند اور پانی کے رخ کو موڑنے کیلئے حفاظتی بند (SPURS) کی تعمیر تخمینہ لاگت دس لاکھ۔ ٹھیکیدار میر گل محمد خان۔

۲۔ پیچ ورک نیشنل ہائی وے کلومیٹر ۱۱۷ - ۱۴۱ تخمینہ لاگت دو لاکھ۔ ٹھیکیدار حاجی روشن خان مری۔

۳۔ ری سرفسنگ نیشنل ہائی وے کلومیٹر ۱۱۸ - ۱۴۲ تخمینہ لاگت پانچ لاکھ ٹھیکیدار میر لیاقت کرد۔

۴۔ پیچ ورک نیشنل ہائی وے کلومیٹر ۸۹ - ۹۴، تخمینہ لاگت ایک لاکھ۔ ٹھیکیدار اللہ بخش لاشاری۔

۵۔ پیچ ورک نیشنل ہائی وے کلومیٹر ۹۴ - ۹۸۔ تخمینہ لاگت پچاس ہزار۔ ٹھیکیدار میر علی نواز خان مری۔

۶۔ پیچ ورک نیشنل ہائی وے کلومیٹر ۹۸ - ۱۰۴۔ تخمینہ لاگت ایک لاکھ۔ ٹھیکیدار میر حاجی خان مری۔

۷۔ پیچ ورک جھٹ پٹ - اوستہ محمد روڈ کلومیٹر ۱ تا ۸۔ تخمینہ لاگت ایک لاکھ۔ میر سکندر خان لاشاری۔

۸۔ پیچ ورک جھٹ پٹ۔ اوستہ محمد روڈ کلومیٹر ۲۹ تا ۳۵ مسٹر محمد انور۔ تخمینہ لاگت ڈیڑھ لاکھ۔

۹۔ پیچ ورک جھٹ پٹ اوستہ محمد روڈ کلومیٹر ۳۵ ۴۰ تخمینہ لاگت ایک لاکھ۔ ٹھیکیدار سیٹھ سنیل داس۔

۱۰۔ اربتہ ورک مولوی قادر بخش روڈ تخمینہ لاگت دو لاکھ۔ میر خیر بخش میر سفر خان جمالی۔

۱۱۔ کشادگی و مضبوطی جھٹ پٹ اوستہ محمد روڈ تخمینہ لاگت ۲/۱ ۷ لاکھ۔ میر سفر خان جمالی۔

۱۲۔ پیچ ورک / ری سرفسنگ / ریپیئر آف کلورٹس صحبت پور - حیر دین روڈ۔ تخمینہ لاگت پانچ لاکھ ٹھیکیدار علی بخش لاشاری۔

۱۳۔ پیچ ورک صحبت پور حیردین روڈ کلومیٹر ۰/۰ تا ۶/۰ تخمینہ لاگت ایک لاکھ۔ ٹھیکیدار میر سفر خان جمالی

۱۴۔ ارتھ ورک ریئرنگ آف برمس/ ریسٹوریشن آف فلڈ ڈیمیجز صحبت پور حیردین روڈ کلومیٹر ۰/ تا ۳۲/ جدھر جدھر ضرورت ہے ۔ تخمینہ ایک لاکھ ۔ ٹھیکیدار میر سفر خان جمالی ۔

۱۵۔ کشادگی و مضبوطی جھٹ پٹ ۔ اوستہ محمد روڈ کلومیٹر ۱/ تا ۲/ تخمینہ ساڑھے سات لاکھ ۔ ٹھیکیدار میر ارباب علی لاشاری

۱۶۔ جھٹ پٹ اوستہ محمد سڑک کی ایک کلومیٹر سے ۷ا کلومیٹر تک سڑک کے دونوں طرف مٹی کی بھرائی کا کام اور کناروں کو اونچا کرنے کا کام تخمینہ لاگت ۲٫۵۰٫۰۰۰/ (دو لاکھ پچاس ہزار) روپیہ ٹھیکیدار مسٹر سکندر سائیں بورالائی ۔

۱۷۔ ایضاً۔ جھٹ پٹ اوستہ محمد سڑک ۱۷ کلومیٹر سے ۲۹ کلومیٹر تک سڑک کے دونوں طرف مٹی کی بھرائی کا کام اور کناروں کو اونچا کرنے کا کام تخمینہ لاگت ۲٫۰۰٫۰۰۰/ (دو لاکھ) روپیہ ہے ۔

۱۸۔ جھٹ پٹ چھتر سڑک کی ۰ کلومیٹر سے ۴ کلومیٹر تک اور ۱۸ کلومیٹر سے ۲۰/ کلومیٹر تک سڑک کے دونوں طرف مٹی کی بھرائی کا کام اور کناروں کو اونچا کرنے کا کام تخمینہ لاگت ۷٫۰۰٫۰۰۰/ (سات لاکھ) روپیہ ہے ۔ ٹھیکیدار عبدالمجید

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :۔ میں نے پی اینڈ آر سے پوری تفصیل مانگی ہے انہوں نے تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ کی کاموں کے فہرست نہیں دی ہے ۔ کیا جام صاحب اسکی وضاحت فرمائیں گے ؟ اسکو کیوں چھپایا گیا ہے ؟

وزیراعلیٰ :۔ جناب والا ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ اسی قسم کا سوال آپنے وزیر مواصلات سے پوچھا ہے آپ دوبارہ یاددہانی کرادیں کہ کونسا حصہ آپکے سوال کا ہے جسکا جواب نہیں گیا ۔

میر فتح علی عمرانی :- ضمنی سوال ! جناب والا ! سیریل نمبر ۱ پر ٹھیکیدار کا نام نہیں دیا گیا لیکن اسکا نام سرور ہے اور وہ بی اینڈ آر کا ٹھیکیدار ہے پھر یہ کہ سیریل نمبر ۱۸ پر چھتر جھٹ پٹ کوئی روڈ نہیں ہے روڈ پر اس لیئے سات لاکھ روپے کو چھپانے کی کوشش کیگئی ہے ادھر کہتے ہیں ڈیرہ مراد جمالی چھتر روڈ جب کہ چھتر کو جھٹ پٹ کے اندر شامل کر دیا ہے جناب آپ خود فیصلہ کریں یہ صحیح ہے یا غلط ؟

وزیر اعلیٰ :- جہانتک ٹھیکیدار کا تعلق ہے تو سارے ٹھیکیدار پی ڈبلیو ڈی کے ہوتے ہیں باقی رہا دوسرا سوال تو پانی تڑہ کر گھر بچھ کے ساتھ گزارہ کرنا ہی پڑتا ہے معزز رکن نے جو سوال اٹھایا ہے اور جیسا میں نے پہلے کہا ہے میں تمام افسروں کی تحقیقات کرونگا اور ساتھ ہی اس میں معاونت کیلئے میں معزز اراکین عمرانی صاحب اور اقبال احمد کھوسہ صاحب براہ مہربانی جاکر انسپکشن کریں کیونکہ آپ اپنی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں ۔ آپ جائیے اور اگر آپ محسوس کریں کہ کوئی غلط کام ہوا ہے تو دونوں ایم پی اے صاحبان رپورٹ پیش کریں تو انشاءاللہ اس میں دو منٹ بھی نہیں لگیں گے ۔ اور فوری طور پر کاروائی کیجائیگی ۔ (تالیاں)

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :- جناب اسپیکر ! جیسا کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ ٹھیکے اشتہارات کے ذریعے دیئے جاتے ہیں جناب والا ! اگر ایک نام بھی مجھے بتا دیا جائے کہ اسے اشتہار کے ذریعہ ٹھیکہ دیا گیا ہے تو میں جواب دہ ہوں کیونکہ سارے ٹھیکے گھروں میں بیٹھکر دیئے گئے ہیں ۔ کیا مجھے ایک کٹنگ دکھا سکتے ہیں اگر میں نے غلط کہا ہے تو میں مجرم ہوں ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب اسپیکر ! میں تسلیم کرتا ہوں اگر آپ اس ایوان میں ثبوت مہیا کر دیں کہ اخبارات

پبلسٹی کے بغیر ٹھیکے دے گئے ہیں تو میں متعلقہ افسروں اور نیچے عملہ تک کے خلاف کاروائی کروں گا۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب والا! کشادگی اور مضبوطی روڈ پر پندرہ لاکھ روپے صرف ہوئے اور اسیطرح بیچ ورک پر تقریباً پچاس ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن وہ نہ کشادہ ہوگئے اور نہ ہی کام ہوگا بلکہ ویسے کے ویسے رہیں گے۔

وزیر اعلیٰ ۔ ان سب چیزوں کا تعلق انکوائری سے ہے۔ معزز رکن نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں ان کی انکوائری کی جائیگی اور انشاءاللہ اس ایوان کو اعتماد میں لیا جائے گا کہ حکومت نے اس سلسلہ میں کیا ایکشن لیا ہے۔ میں یہ رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کروں گا۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب والا! یہاں جن ٹھیکیداروں کے نام دئے گئے ہیں وہ نہیں بلکہ دوسرے ٹھیکیدار کام کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! اگر ایسی بات ہوئی تو ایسے تمام ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کیا جائے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ ہر معزز رکن اس بارے میں تعاون کریں گے (تالیاں)

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب والا! میں ثابت کر کے دکھاؤں گا۔

* ۴۵۹۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر سماجی بہبود (وزیر اعلیٰ) ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے سالانہ کتنا فنڈ دیا جاتا ہے۔
(ب) سال ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۷ء تک خواتین کے فلاحی کاموں پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔
ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر سماجی بہبود (وزیر اعلیٰ)

(الف) خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف سالوں میں مختلف رقوم دیجاتی رہی ہیں۔ چونکہ سوال میں یہ واضح نہیں ہے کہ کس سال یا کن کن گزشتہ سالوں کے بارے میں دریافت کیا جارہا ہے اس لئے صحیح جواب نہیں دیا جا سکتا ہے البتہ مالی سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں کل ۸۹،۸۸۵/- وائے روپے دیئے گئے۔

(ب) سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران خواتین کے فلاحی کاموں پر کل مبلغ ۹۷،۹۴،۵۲۸/- روپیہ (ستانوے لاکھ چورانوے ہزار پانچ سو اٹھائیس روپیہ) خرچ کئے جارہے ہیں۔ جن کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہ رقوم سوشل ویلفیئر گرانٹ قومی زکوٰۃ فاؤنڈیشن و ووٹن ڈویژن و ایم پی اے / ایم این اے فنڈز وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈ اور گورنر کے خصوصی فنڈز سے دیئے گئے ہیں۔

(۱)	ضلع کوئٹہ	۳۶،۶۸،۹۵۰/-
(۲)	ضلع پشین	۳،۱۳،۷۵۰/-
(۳)	ضلع قلات	۶،۴۷،۶۷۵/-
(۴)	ضلع خضدار	۳،۷۲،۵۵۰/-
(۵)	ضلع لورالائی	۳،۹۰،۶۲۵/-
(۶)	ضلع پنجگور	۵،۰۲،۶۷۸/-
(۷)	ضلع سبی	۳،۶۵،۳۵۰/-
(۸)	ضلع گوادر	۳،۲۵،۰۵۰/-
(۹)	ضلع لسبیلہ	۱۳،۵۶،۸۰۰/-

(۱۰)	ضلع ژوب	۳,۷۱,۸۵۰/.
(۱۱)	ضلع تربت	۵,۹۰,۴۲۵/.
(۱۲)	ضلع کچھی	۵,۰۰۰/.
(۱۳)	ضلع چاغی	۱,۹۰,۷۰۰/.
(۱۴)	ضلع کوہلو	۲۵,۰۰۰/.
(۱۵)	ضلع نصیر آباد	۲,۶۲,۷۵۰/.
(۱۶)	ضلع خاران	۴,۱۹,۷۷۵/.
(۱۷)	ضلع ڈیرہ بگٹی	۲۵,۰۰۰/.
	کل ٹوٹل	۹۷,۹۴,۵۲۸/.

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! چونکہ سوال میں وضاحت نہیں کی گئی میں نے سمجھا کہ سالانہ رقومات میں المختص شدہ رقوم جاملی ہیں انہوں نے گذشتہ کن کن سالوں کے بارے میں پوچھا ہے اس لئے صحیح جواب دیا گیا ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! یہ واضح ہے کہ سال ۱۹۸۵ تا ۱۹۸۷ء خاران میں سماجی بہبود کیلئے کتنی رقم رکھی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ:- میں اسی پر آتا ہوں۔ مالی ۱۹۸۵ تا ۱۹۸۷ میں بتلا دیا گیا ہے کہ کل ۷,۸۹,۸۸۵ دی گئی ہے۔

مسٹر اسپیکر:- ۸۶-۱۹۸۵ سے ۸۷-۱۹۸۶ تک خواتین کے فنڈز ان کے کاموں پر خرچ ہوئے ہیں کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ جواب مکمل نہیں دیا گیا ہے۔ جب کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ۸۶-۱۹۸۵ء میں اتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! جز ورب، میں انہوں نے جواب دیا کہ سال ۸۷-۱۹۸۶ء کی تفصیل درج ہے۔

مسٹر اسپیکر:- اس سوال سے متعلق اگر ایک نیا سوال کرلیں تو آپکو مکمل جواب مل جائے گا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! فریش سوال تو کرلیں گے۔ لیکن ستانوے لاکھ میں سے ہمارے مقدر میں صرف ۴ لاکھ روپے ہیں۔ جناب خاران کو یہ جو چار لاکھ انیس ہزار سات سو پچھتر روپے کی رقم دی گئی ہے کس حساب سے دی گئی ہے۔؟

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! یہ بہت اچھی بات ہے کہ خاران سے خواتین کی طرف سے اور مردوں کی طرف سے ہمارے ساتھی بڑی اچھی نمائندگی کر رہے ہیں۔ میرے معزز رکن کو علم ہوگا کہ جہاں یہ رقم خرچ کی جاتی ہے وہاں کی ضرورت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اگر معزز رکن خاران کی خواتین کو آگے لائیں اور وہاں کی خواتین کی فلاحی کاموں میں حصہ لیں تو میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ رقم دو گنی ہو سکتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب اسپیکر مجھے اس جواب سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔

انہوں نے اچھا جواب دیا ہے ۔ جناب والا! آپکو اس بات کا اچھی طرح علم ہوگا کہ سماجی بہبود کا زیادہ تر کام خاران میں ہو رہا ہے ۔ اور وہاں کی خواتین ان کاموں میں آگے آرہی ہیں ۔ اور یہ ان کا حق ہے کہ انکی فلاح کیلئے زیادہ سے زیادہ رقم گرانٹ میں دیجائے ۔

وزیراعلٰے :- جناب والا معزز رکن اگر خواتین کی طرف سے تجاویز پیش کریں میں ان تجاویز کا خیر مقدم کروں گا ۔

مسٹر اسپیکر :- نوشیروانی صاحب ابھی تو جام صاحب آپ پر بہت توجہ دے رہے ہیں جب خواتین کی بات آئے گی تو اس پر بھی توجہ دیں گے ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :- شکریہ! جناب والا! جو رقم چارلا کھ کی ہمیں یہاں بتائی گئی ہے مجھے علم نہیں ہے کہ ہمیں کس حساب سے دی گئی ہے ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ خاران ایک بڑا ڈسٹرکٹ ہے وہاں کی خواتین کشیدہ کاری بھی کرتی ہیں ۔ وہاں چار پانچ ادارے بھی چل رہے ہیں ۔ یہ رقم ایسی ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ ۔

وزیراعلٰے :- جناب والا! اس کے متعلق میں وومین ڈویژن سے بھی کہونگا اور جن کا تعلق ویلفیئر گرانٹ سے ہے ان سے کہونگا اور اس کے ساتھ میں زکواۃ فاؤنڈیشن والوں سے بھی کہوں گا کہ وہ خاران کا دورہ کریں اور وہاں جاکر دیکھیں اور معزز رکن کی خواہش کو پورا کریں ۔

مسٹر ذوالفقار علی مگسی :- (ضمنی سوال) جناب والا! اگر آپ اس لسٹ کو پڑھیں تو ضلع

کچھی کو پندرہ ہزار کو ہلو ضلع کو پچیس ہزار اور ڈیرہ بگٹی کو پچیس ہزار روپے دیئے گئے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جام صاحب کو ضلع لسبیلہ میں خواتین زیادہ نظر آتی ہیں اور ضلعوں کم نظر آتی ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہاں پر خواتین کم ہیں۔ اگر میرے بھائی خواتین کو گھر سے نہ نکلنے دیں تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔؟

مسز فضیلہ عالیانی:- جناب والا! جواب کے جز و (ب) میں کہا گیا ہے کہ سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران خواتین کے فلاحی کاموں پر کل مبلغ ستانوے لاکھ چورانوے ہزار پانچسو اٹھائیس روپے خرچ کیئے جارہے ہیں۔ جن کی تفصیل ضلع وار حسب ذیل ہے۔ یہ رقوم سوشل ویلفیئر گرانٹ قومی زکواۃ فاؤنڈیشن، ویمن فنڈز، ایم پی اے، ایم این اے فنڈز، وزیر اعلیٰ کے خصوصی فنڈز اور گورنر کے خصوصی فنڈ سے دیئے گئے ہیں جہاں تک میں سمجھتی ہوں کہ ایم کچھ گفتگو کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ۸۶-۱۹۸۵ء کا ذکر کریں گے میرا ایم پی اے فنڈز اسی لاکھ تمام کا تمام خواتین کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوا ہے۔ چاہے وہ کالج میں ہوا ہے یا فلاحی اداروں میں یا پھر اسکول میں۔ اور ۸۶-۱۹۸۵ء کے سوائے آٹھ لاکھ روپے کے باقی تمام رقم خواتین کی فلاح و بہبود میں دی گئی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! اس کا جواب میں دوں گا کہ یہ رقم آپ نے خرچ کی ہے وہ کوئٹہ کی خواتین پر خرچ کی ہے۔

مسٹر اسپیکر:- مسٹر نوشیروانی آپ تشریف رکھیں۔

وزیراعلیٰ:- اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دوں جناب والا! جیسے مختلف کھیل ہوتے ہیں مثلاً ہاکی کرکٹ وغیرہ اگر آپ ہاکی کو کرکٹ کہیں تو میرے خیال میں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ فلاح وبہبود کے جتنے بھی کام ہوا کرتے ہیں وہ تمام کے تمام مختلف نوع کے ہوا کرتے ہیں۔ لیکن سوشل کام تو بالکل مختلف نوع کے ہوتے ہیں۔ جواب دینے میں غلطی نہیں ہوئی ہے ایم پی اے صاحبان نے جتنی اسکیمیں دی ہیں اداروں سے کھولے ہیں۔ یہ پیسے سوشل کاموں کیلئے دیئے گئے ہیں۔ اس سال انشاءاللہ رقم میں اور وسعت پیدا کیجائے۔

مسز فضیلہ عالیانی:- جناب والا! اگر ۸۷-۱۹۸۵ کھولیا جائے تو وہ تمام کام سماجی بہبود کے ہیں۔ جیسے جب کمیونٹی سنٹر خواتین کیلئے سماجی بہبود وغیرہ اسیطرح مستونگ کا کمیونٹی سنٹر اپوا انجمن خواتین اسلام، انجمن بحالی خواتین، لائبریریاں اور مدرسے یہ تمام چیزیں خواتین کی سماجی بہبود میں آجاتی ہیں۔

مسٹر اسپیکر:- جام صاحب اس سوال کا جواب پوری طرح واضح نہیں ہے۔ اگر اسے اگلے اگلے اجلاس کے لئے رکھ دیا جائے تو بہت سی باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ اور یہ کہ ایم پی اے حضرات کہاں کہاں سماجی بہبود کا کام کر رہے ہیں۔ اس کا پورا جواب آنا چاہیے

وزیراعلیٰ:- جناب والا! اس کا مقصد یہ ہوا کہ اس نیک کام کیلئے جب ایم پی اے حضرات وہاں جاتے ہیں تو وہ دیتے ہیں اور جب میں جاتا ہوں تو میں بھی اس کیلئے رقم دیتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:- لوگوں کو کم از کم یہ علم ہونا چاہئے کہ یہ فلاح وبہبود کے کام کہاں کہاں ہو رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! دومین ڈویژن میں میری بہن فضلہ عالیانی کافی حصہ لے رہی ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے سامنے اس کی پوری تفصیل دی جائے تو اس کی پوری تفصیل اس ہاؤس کے سامنے رکھی جائے گی کہ انہوں نے کہاں کہاں کام کیا ہے۔ اور انکی کارکردگی کیا رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مسٹر اسپیکر:- واقعی اس کی تفصیل معلوم ہونا چاہیے تاکہ عوام کو پتہ چلے کہاں کہاں کام ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

لہٰذا اب پچھلے سیشن کے تین کے جواب پیش کئے جائیں گے۔ ذوالفقار علی مگسی صاحب کا سوال نمبر ۷۷۴ ہے

۷۷۴:- نوابزادہ ذوالفقار علی مگسی

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیشہ ورانہ میڈیکل اور انجینئرنگ سیٹوں کے علاوہ ملازمتوں میں لوکل اور ڈومیسائل کی بنیاد پر آبادی تناسب سے کوٹہ مقرر کرنے کے لیئے حکومت نے گذشتہ سال کیبنٹ کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کمیٹی نے اپنی سفارشات یکم اپریل ۱۹۸۶ء کو کابینہ پیش کر دی تھیں۔ اور کابینہ نے یکم دسمبر ۱۹۸۶ء کو مذکورہ سفارشات منظور کر کے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نوٹیفکشن کی روشنی میں رولز تیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

(i) نوٹیفکیشن بابت مقرر کردہ تناسب لوکل ڈسٹیلر برائے داخلہ پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں و ملازمت ہائے

(ii) نوٹیفکیشن بابت اجراء ڈومیسائل سرٹیفکٹ بجائے سیٹکر سرٹیفکیٹ رولز شیڈول پرمننٹ سرٹیفکیٹ رولز)

(iii) بلوچستان میں پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں اور ملازمتوں میں لوکل اور سٹیلر کا تناسب بالترتیب ۹۰٪ اور ۱۰٪ ہوگا۔

(iv) لوکل اپنے تناسب کے لحاظ سے مروجہ طریقے پر آپس میں مقابلہ کریں گے۔ اسی طرح سے وفاقی ملازمتوں میں بھی اسی تناسب سے نمائندگی دیجائے گی۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے اب تک اسی اہم مسئلے پچھلے سات ماہ سے التوا میں رکھے جانے کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر اعلیٰ:-

(الف) یہ درست ہے کہ مستقل رہائشی سرٹیفکیٹ اور لوکل سرٹیفکیٹ کے اجرا کے قواعد کی تشکیل اور مقامی اور ڈومیسائل باشندوں کے لیے الگ الگ کوٹہ کی تخصیص کی غرض سے درج ذیل ارکان پر مشتمل کابینہ کی ذیلی کمیٹی قائم کی گئی تھی۔

i۔ سردار بہادر خان بنگلزئی وزیر خوراک و ماہی گیری	چیئرمین
ii۔ میر عبدالنبی جمالی وزیر اطلاعات، کھیل و ثقافت	ممبر
iii۔ سیف اللہ خان پراچہ وزیر منصوبہ بندی	ممبر
iv۔ میر محمد نصیر مینگل وزیر صنعت، معدنی وسائل محنت و افرادی قوت	ممبر
v۔ سردار محمد یعقوب خان ناصر وزیر بجلی و آبپاشی	ممبر

ii۔ محمد یوسف خان پیر علی زئی
ممبر
وزیر سماجی بہبود، زکوٰۃ، حج و اوقاف

iii۔ آنسہ پری گل آغا
ممبر
وزیر تعلیم و بہبود آبادی

(ب) مذکورہ کمیٹی نے یکم اپریل ۱۹۸۶ء کو اپنی سفارشات کابینہ کو پیش کر دی تھیں۔ نہیں کہ کابینہ نے یکم دسمبر ۱۹۸۶ء کو ان سفارشات کو منظور کیا بلکہ ان سفارشات پر یکم ستمبر ۱۹۸۶ء کو کابینہ کے اجلاس میں غور کیا گیا اور درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

"فیصلہ ہوا کہ اس سلسلے میں قانون وضع کیا جائے (اگر ضروری ہو) اور اسکے تحت کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کیلئے قواعد مرتب کئے جائیں۔ ان قواعد میں، آبادکار، اور مقامی باشندوں کی اصطلاحات کی پوری طرح وضاحت کی جائے۔ قواعد مرتب کرتے وقت اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ وہ لوگ جو بلوچستان میں دوسرے صوبوں یا دوسرے ممالک سے داخل ہوئے ہیں۔ سب مقامی کی اصطلاح میں شامل نہ ہو سکیں۔ ماسوائے ایسے لوگوں کے جن کو صوبائی حکومت نے پہلے ہی مقامی باشندگان قرار دے چکی ہے دیگر اشخاص جو صوبہ بلوچستان میں قانونی طور پر داخل ہوئے ہیں ان کو مستقل رہائشی سرٹیفکیٹ کے کیلئے قابل غور تصور کیا جائے گا۔"

یہ درست ہے کہ کابینہ کی ذیلی کمیٹی نے مندرجہ ذیل سفارشات کی تھیں:

i۔ پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں اور ملازمتوں میں مقامی اور آبادکار کے تناسب کے متعلق نوٹیفکیشن کا اجراء

ii۔ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کی بجائے پرمانٹ ریذیڈنس سرٹیفکیٹ رولز کی تشکیل۔

iii۔ بلوچستان میں پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں اور ملازمتوں میں مقامی اور آبادکار کا تناسب بالترتیب ۹۰ ٪ اور ۱۰ فیصد ہوگا۔

iv۔ آبادکار مرکزی اور صوبائی سطح پر پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلہ کے لئے آپس میں مقابلہ کریں گے۔

(ج) کمیٹی کی سفارشات موصول ہو چکی ہیں۔ اور اب حکومت کے زیر غور ہیں۔ اب فیصلے میں مزید تاخیر نہیں ہوگی۔

وزیراعلیٰ:- جناب والا! جیساکہ میں نے پہلے وعدہ کیا تھاکہ میں سوال کا جواب پہلے نہیں دیا گیا تھا اس سوال کے متعلق ہماری پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس ہوا تھا اس میں اس سوال کے متعلق فیصلہ کیاگیا اور اب اس سوال کے متعلق معلومات حاصل کرلی گئی ہیں ۔اور یہ ایوان کے علم میں لانا ضروری ہے۔

مسٹر اسپیکر:- گیا مگسی صاحب اس سوال کا جواب آپ کو مل چکا ہے ؟ کیا آپ اس پر زور دینا چاہتے ہیں ۔

میر ذوالفقار علی مگسی:- جناب والا! میں اس سوال پر زور تو نہیں دینا چاہتا ہو مگر اس کے متعلق ایک بات یہ ضروری کہونگا کہ اسکے متعلق جام صاحب نے کمیٹی بنائی ہے انہوں نے فرمایا ہواکہ پرائم منسٹر سے ملاقات کریں گے اور اس مسئلے پر ان کے ساتھ گفتگو کریں گے گرمیں اسوقت اس سوال پر زور نہیں دینا چاہتا اس پر ہاؤس میں بعد میں بحث کریں گے ۔

BUT I SHALL NOT TAKE QUESTION BACK .IT SHOULD BE KEPT PENDING IN THE HOUSE.

آغا عبدالظاہر:- جناب والا! جیساکہ محرک نے کہا ہے کہ وہ اس پر زور نہیں دینا چاہتے ہیں اور اس کے متعلق جام صاحب نے تسلی دی ہے مگر اس صوبے میں جو یہ صبح شام اٹھتا ہے کہ فلاں کا حق فلاں کھا رہا ہے اس سے کم ازکم یہ ہوگیا ہے کہ کون کس کا حق کھا رہا ہے اور حقائق سامنے آگئے ہیں ۔

وزیراعلیٰ:- یہ جو فہرست ملازمین کی دی گئی ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے ۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۵۳ تا ۵۵) اس سے واضح ہوگیا ہے کہ کتنے پٹھان اور کتنے بلوچ ملازم ہیں اور اس میں ڈومیسائل کتنے ہیں اور میں اس سوال کا جواب ایوان میں پیش کر رہا ہوں ۔ تفصیل آپ کو دیدی ہے ۔

پرنس یحیٰ جان :- جناب والا! اس صوبے میں جب ہمارے پٹھان اور بلوچ دیکھتے ہیں کہ یہاں پر باہر کے آفیسر آتے ہیں تو ان کے دل میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب بھی کئی افسران کے اس صوبے سے تعلق نہیں ہیں وہ باہر سے آئے ہیں یہاں کے لوکل افسر نہیں ہیں ۔

مسٹر اسپیکر :- لوکل اور نان لوکل والا سوال آگے ہے یہ نہیں ہے پھر آپ اس پر ضمنی کرنا وہ اگلا سوال ہے ۔

اب میں سردار چاکر خان سے کہوں گا کہ وہ اپنا سوال نمبر ۱۱۵ دریافت کریں ۔

میر چاکر خان ڈومکی :- جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ کی مہربانی سے آج یہ سوال زمین پر پہنچا ہے پہلے تو یہ جواب آسمان پر تھا پچھلے سال اگست میں بارشوں کی وجہ سے پل بہہ گئے تھے جن کا ثبت جواب نہیں دیا گیا تھا اس سوال میں جو کام کی مدت دی گئی ہے کیا مقررہ مدت میں کام ختم ہو گا یا مزید ضرورت پڑے گی ؟

وزیر اعلیٰ :- جو سات ماہ کی مدت شیڈول میں دی گئی ہے انشاءاللہ اس مدت میں کام مکمل ہو جائے گا اگر کوئی ناگہانی آفت آجائے یا سیلاب آجائے یا قدرتی آفات ہیں اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے یہ جو سات ماہ کا وقت دیا گیا ہے کوشش کی جائے گی کہ مقررہ میں کام مکمل ہو ۔

سردار دینار خان کرد :- جناب والا! میں نے اس سڑک کو دیکھا ہے پہلے بھی میں نے عوام کی طرف سے اس کے لیئے درخواستیں دی تھیں ۔ میری اس درخواست پر بی اینڈ آر نے کوئی کاروائی

نہیں کی ہے اس سے متعلق چیف سیکریٹری صاحب نے کہا تھا کہ میں موقع پر جاؤں گا۔ مگر آج تک چیف سیکریٹری صاحب بھی نہیں گئے ہیں۔ اب سات مہینے کا وقت دیا گیا ہے دیکھیں مکمل ہوتا ہے یا نہیں۔

وزیر اعلیٰ:۔ یہ بڑا اچھا سوال ہے جہاں تک بی اینڈ آر کا تعلق ہے وہ کام کر رہے ہیں میں تو اس محکمہ کو اچھا کہوں گا۔ ہمارے صوبے میں جس قدر بی اینڈ آر نے کام کئے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ اب یہ کام جس ادارہ کو دیا گیا ہے وہ قومی ادارہ ہے اب جب کہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اچھا کام نہیں ہو رہا ہے میں نے آپکی خواہشات کو مد نظر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو کہا ہے اور مجبور کیا ہے انہوں نے اس سوال کا جواب دیا ہے اس پر کام ہوگا اگر اس میں کوئی کمی یا خامی ہے تو میں نے مرکزی حکومت کو کہا ہے وہ اسکو دور کریں گے۔

سردار چاکر خان دومکی:۔ جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ بی بی نانی پل کا ایک پشتہ جو زیر مرمت تھا محکمہ کی غفلت کی وجہ سے نقصان کا باعث بنا ہے جس سے کروڑوں روپے ہوا ہے اس کی وضاحت کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:۔ میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ کاش قدرت کوئی ایسی طاقت دے دے کہ پہلے یہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ بی بی نانی کا پل بہہ جانے والا ہے یا ٹوٹنے والا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سیلاب اس قدر آیا تھا کہ حد سے زیادہ تھا اور انسان کی قوت سے باہر تھا اور سیلاب کا پانی پل کے اوپر تک پہنچا جناب والا! سیلاب پر میری قدرت نہیں ہے اگر میرے بھائی کی کوئی قدرت ہے اور وہ آفات پر قابو رکھ سکتے ہیں تو مجھے بتا دیں۔

سردار چاکر خان ڈومکی :-

جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ پشتہ مرمت طلب تھا اس کی بر وقت محکمہ نے مرمت نہیں کی ہے یہ پل بہہ گیا ہے میرا یہ ضمنی سوال تھا۔

وزیر اعلیٰ :-

آپ دیکھیں یہ سیلاب اتنا شدید تھا کہ یہ لاکھوں ٹن کی پل تھا مگر اس کو اٹھا کر لے گیا بلکہ جڑ سے اکھاڑ کر لے گیا اگر پل اس صورت میں ہوتا اور مرمت بھی نہ ہوتی تو تب بھی یہ سیلاب بہت شدید تھا اور انسانی بس سے باہر تھا۔ جس کی وجہ سے پل کا نقصان ہوا ہے۔

شیخ ظریف خان مندوخیل :-

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے صوبے میں کام اسوقت تک بہتر نہیں ہو سکتا جب تک ہم صوبہ پنجاب سندھ کی طرح کنسلٹ کی خدمات حاصل نہ کریں۔ ہم کنسلٹ رکھیں بلوچستان صرف ایک ایسا صوبہ ہے جہاں پر کنسلنٹ نہیں ہیں اسلئے کام بھی اچھا نہیں ہو رہا ہے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ قائد ایوان سے کہ وہ دیگر صوبوں کی طرح یہاں کنسلنٹ رکھیں تاکہ ہماری روڈوں اور بلڈنگوں کی کوالٹی بہتر ہو۔

وزیر اعلیٰ -

جناب والا! بڑی اچھی تجویز ہے میں کم از کم اس کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ عرض کروں گا کہ ژوب کے عوام کی طرف سے بھی اس کا خیر مقدم ہونا چاہیے یہ نہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کہ ہمارا سپیشل ایریا ہے اور ہم ٹھیکیداری سے محروم ہو تے ہونگے۔

حاجی شیخ ظریف خان مندوخیل :-

جناب اسپیکر! ہمارے ژوب کے بڑے نواب صاحب ہیں جو یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ یہی چاہتے ہیں۔

وزیراعلیٰ:- تو پھر نواب صاحب اثر و ب میں ٹھیکیدار کے ذمہ دار ہونگے؟

حاجی شیخ ظریف خان مندوخیل:- میں یہ نہیں کہتا کہ آپ یہ کام اثر و ب یا خضدار کے ٹھیکیدار کو نہ دیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ٹھیکیدار کے ساتھ کنسلٹینٹ بھی رکھیں جو اس کے کام کو چیک کریں۔

مسٹر اسپیکر:- میرے خیال میں یہ طریقہ اچھا ہوگا۔

حاجی شیخ ظریف خان مندوخیل:- جی ہاں جناب والا! میرے خیال میں بھی یہ بہتر تجویز ہے۔

وزیراعلیٰ:- جناب اسپیکر! اثر و ب کے لوگ جو اپنے آپ کو سپیشل ایریا کہتے ہیں وہ خاص مراعات بھی مانگتے ہیں۔ تاہم یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور اگر اس سے اتفاق کیا جائے تو کنسلٹنٹ رکھنے کی تجویز کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! جیسا کہ میر جاکر خان ڈومکی صاحب کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پل اور سرنگیں پرانی ہیں لیکن اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ سو سال پرانی بھی ہیں تاہم اب انکی دیکھ بھال کرنا تو اس حکومت کا کام ہے معمولی سیلاب آتا ہے تو یہ بہہ جاتے ہیں جناب والا! انکی دیکھ بھال کا عمل تو ہونا چاہیئے جب ان کی میعاد بھی ختم ہو چکی ہے

وزیراعلیٰ:- اگرچہ یہ بڑی اچھی تجویز ہے لیکن جسقدر چادر ہوگی ہم اپنے پاؤں پھیلائیں گے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :- جناب والا! گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس پیسہ تو بہت ہے مگر بدقسمتی سے یہ پیسے ضائع جا رہے ہیں ۔ جناب والا! آپ دیکھیں سب اداروں اور فیکٹریوں میں نقصان ہی نقصان ہے ۔ آپ مہربانی فرما کر کام کروائیں ۔

مسٹر اسپیکر :- بس ۔ اس سوال پر بہت ضمنی سوال ہو چکے ۔ اب سوال نمبر ۵۲۲ دریافت کیا جائے میر ذوالفقار علی مگسی صاحب کا ۔ یہ سوال بھی رہ گیا تھا ۔

میر فتح علی عمرانی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! ابھی ہمیں جواب کی فائل ملی ہے یہ ہماری ڈیسک پر تھی ۔ اس کے لئے ہمیں پورا دن چاہیے تاکہ ہم کر سکیں اور اسکے بعد ضمنی سوال کریں ۔ اس فائل کو پڑھنے کے لئے تین دن درکار ہیں ہم تو اسے نہیں پڑھ سکتے ۔

مسٹر اسپیکر :- میرے خیال میں ایسا کرتے ہیں کہ معزز اراکین کو جواب تو مل گیا ہے اگر کوئی اعتراض ہو تو آپ آئندہ سیشن میں فریش سوال کریں ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! مجھے جواب پڑھنے دیں ۔ میر ذوالفقار علی مگسی ممبر صوبائی اسمبلی نے ایسا پیش کیا تھا میں یہ بتلانا چاہتا ہوں ایوان کو اس بات کی تعریف کرنا چاہیے کہ اسی ہزار سرکاری ملازمین کی پوری تفصیلات جمع کر کے اس معزز ایوان کے سامنے ہم نے پیش کیا ہے ۔ اسکی مثال آپ کو پہلے نہیں ملے گی ہم ایوان اور عوام سے ایسی چیز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے ایم پی اے صاحبان کو معلوم ہونا چاہیے کیونکہ قوم نے انہیں منتخب کیا ہے لہٰذا جواب حاضر خدمت ہے ۔ جناب والا! میں آپکی خدمت میں بڑے افسروں کی تفصیل پڑھ دونگا چھوٹے ملازمین کی تفصیل ممبر صاحبان خود پڑھ لیں ۔ شکریہ ۔

سوال نمبر ۵۲۲ ۔ ذوالفقار علی مگسی ۔

کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ؟

الف) صوبہ بلوچستان کے تمام محکموں میں ۱ تا ۲۲ گریڈ کے سرکاری ملازمین کی تعداد کتنی ہے ۔

ب) ان ملازمین میں بلوچ، پٹھان، ڈومیسائل اور دیگر صوبوں سے آئے ہوئے ملازمین کی تعداد اور عہدوں کی تفصیل بھی بتلائی جائے ۔

وزیراعلیٰ :۔

الف) بلوچستان میں صوبائی محکموں میں گریڈ ۱ تا ۲۲ کے کل سرکاری ملازمین کی تعداد ۷۷۰۵۰ ہے محکمہ وار فہرست شامل ہے ۔

قبل ازیں ۸۰۵۱۵ کی جو تعداد بتلائی گئی تھی وہ منظور شدہ آسامیوں کی تعداد تھی ۔

ب) ان ملازمین میں بلوچ پٹھان، ڈومیسائل اور دوسرے صوبوں سے تعلق رکھنے والے ملازمین کی تعداد گریڈ وار درجہ ذیل ہے ۔

گریڈ	کل تعداد	بلوچ	پٹھان	ہزارہ	ڈومیسائل	دوسرے صوبہ جات	اقلیتی
۲۱	۴	—	۱	—	—	۲	۱
۲۰	۶۲	۱۴	۱۶	—	۲۲	۱۰	—
۱۹	۱۷۱	۳۸	۵۴	۶	۶۲	۵	۶
۱۸	۴۸۸	۱۲۳	۱۳۰	۱۰	۱۸۷	۳۵	۳
۱۷	۲۳۵۸	۷۶۷	۵۹۲	۳۳	۹۰۳	۶۳	—
۱۶	۹۱۷	۳۳۲	۲۲۸	۲۹	۳۱۸	۱۰	—

۱۵	۲۱۴۰	۶۶۶	۷۹۵	۸۷	۵۵۳	۳۶	۳
۱۴	۴۵۰	۱۶۹	۷۶	۸	۱۵۱	۴۴	۲
۱۳	۴۲	۱۶	۱۲	۲	۱۱	—	۱
۱۲	۳۳۵	۱۱۳	۹۳	۲۱	۹۸	۸	۲
۱۱	۲۶۲۵	۱۱۷۵	۶۱۹	۵۶	۵۷۰	۱۹۴	۴
۱۰	۸۸	۵۳	۱۹	۳	۱۲	—	۱
۹	۴۶۶۳	۲۴۶۴	۱۱۲۰	۲۶	۱۲۴۰	۹	۴
۸	۶۱۴	۲۴۵	۱۲۷	۲۷	۱۸۰	۲۵	—
۷	۹۷۲۳	۵۲۷۶	۲۸۶۰	۱۰۶	۱۴۸۵	۶	—
۶	۳۲۷۱	۱۷۶۵	۹۶۳	۴۲	۴۷۹	۲۱	۱
۵	۴۹۲۴	۲۶۳۱	۱۴۷۳	۸۸	۶۵۴	۶۷	۱۱
۴	۲۳۳۸	۱۲۱۴	۷۸۵	۳۵	۱۲۳	۷۷	۴
۳	۴۵۴	۲۸۴	۱۰۴	۲	۴۱	۲۱	۲
۲	۱۲۵۶۳	۵۲۷۶	۲۱۱۵	۱۰۶	۶۶۷	۴۳۹۹	—
۱	۲۵۳۳۹	۱۴۲۱۷	۸۲۷۹	۱۶۸	۲۵۲۷	۹۵	۳۶

عہدہ دار ملازمین کی تفصیل کے لیئے محکمہ ہائے متعلقہ کی فہرستیں برائے ملاحظہ ہیں۔

اس موقع پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ سرکاری ملازمتوں کی بھرتی نسلی یا لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ قواعد کے مطابق علاقائی، آبادی کی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔

گریڈ ۱ تا ۱۵ کی آسامیاں جن کا تعلق صوبائی سیکرٹریٹ سے نہ ہو مقامی طور پر اور گریڈ ۱۵ کی صوبائی سکریٹریٹ کی آسامیاں اور گریڈ ۱۶ اور اس سے اوپر کی آسامیاں قابلیت (MERIT) اور

علاقائی کوٹہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے ۔

صوبے میں موجود چھ ڈویژنوں کی آبادی کے اعداد و شمار ذیل ہیں ۔

۱۔ کوئٹہ ڈویژن ۔ ۸۷۴ ہزار

۲۔ ژوب ڈویژن ۔ ۷۵۱ ہزار

۳۔ قلات ڈویژن ۔ ۱۰۲۰ ہزار

۴۔ مکران ڈویژن ۔ ۴۵۲ ہزار

۵۔ سبی ڈویژن ۔ ۳۰۷ ہزار

۶۔ نصیر آباد ڈویژن ۔ ۷۰۱ ہزار

ان اعداد و شمار کی روشنی میں معزز ممبران بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ملازمتوں کے معاملے میں صوبہ کے تمام علاقوں اور اسکی آبادی کے تمام طبقوں کے حقوق کا پورا پورا خیال کیا جاتا ہے ۔

اس سلسلے میں ایک اور وضاحت بھی لازمی ہے کہ دومیسائل ملازمین کی تعداد ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن اس تعداد میں چار ہزار کے لگ بھگ ملازمین نے صرف محکمہ تعلیم میں ہیں ۔ اور بیشتر نچلے درجے کے ملازمتوں سے متعلق ہیں ۔

(نوٹ :۔ جواب کے ساتھ منسلک گوشوارہ :......... کے پیش نظر اسے مباحثات میں شامل نہیں کیا گیا تاہم یہ گوشوارہ اسمبلی سکریٹریٹ کے ریکارڈ اور لائبریری میں محفوظ رکھا گیا ہے)

میر ذوالفقار علی مگسی ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ضمنی سوال کروں گا کہ اگر سولہ گریڈ سے لیکر اکیس گریڈ تک دیکھیں تو ڈومیسائل کی تعداد کتنی ہے جب کہ لوکل یعنی بلوچ اور پٹھان کی تعداد ملاحظہ کریں ۔ اصولی طور پر

مسٹر اسپیکر :۔ اگر جام صاحب اس کا پورا جواب دیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! میں نے پورا جواب پڑھ دیا ہے اگر اس پر کوئی ممبر سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ سکتے ہیں ۔

میر ذوالفقار علی مگسی :- جناب والا! سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے پاس ملازمین کی تعداد ۷۷۰۵۱۵ ہے اور آسامیاں ۸۰۵۱۵ تو باقی خالی آسامیاں کہاں ہیں ۔؟ وہ ابھی تک کیوں پر نہیں ہوئیں ؟ ۔ دوسرے یہ کہ اگر آپ ۱۲ گریڈ تک دیکھیں تو میں نے یہ ڈومیسائل کا سوال اس لیئے اٹھایا ہے کہ ڈومیسائل کے بارے میں معلوم ہو جائے ۔ وہ سوال ابھی تک التواء میں ہے ۔ کیونکہ جام صاحب نے فرمایا ہے کہ پرائم منسٹر نے اس مسئلے کے بارے میں منع کر دیا ہے ۔ کہ اس مسئلہ کو ابھی نہ چھیڑیں ۔ اور سوال بھی اس سے متعلق ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اس سوال کو بھی التواء میں رکھا جائے ۔ جب مجھے میرے پہلے سوال کا جواب نہیں ملتا ۔

مسٹر اسپیکر :- اس سوال کا جواب تو آپ کو مل گیا ہے ۔ مزید اگر آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو فریش سوال کریں ۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! یہ سوال اور وہ سوال جن کے بارے میں مگسی صاحب فرما رہے ہیں بالکل مختلف ہیں میں نے اس سوال کی کوئی بات پردہ راز میں نہیں رکھی ہر بات کی تفصیل اسکے جواب دی جا چکی ہے ۔ ہر بات آئینہ کی طرح صاف ہے

مسٹر ذوالفقار علی مگسی :- جناب والا! یہ بہت اچھی بات ہے کہ ہر چیز آئینہ کی طرح صاف ہے تو پھر مجھے پہلے سوال کیلئے کیوں منع کیا گیا ہے ۔؟ اسے بھی آئینہ کی طرح پیش کرتے ۔ اور کہا گیا کہ پرائم

منسٹر صاحب اس پر فیصلہ دیں گے تو اس کا جواب دیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! ایسی تو بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں جسارت کر سکتا ہوں۔ جب کہ ایک بات کو تمام ممبران اسمبلی نے مانا ہے اور ایسے تمام ممبران جن کا تعلق جماعت سے ہے وہ پھر اس پر ایسی رائے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

میر ذوالفقار علی مگسی:- جناب والا! جام صاحب کہتے ہیں کہ میں ہر بات آئینہ کی طرح پیش کرتا ہوں اور پھر کہتے ہیں کہ آپ سوال مت کریں۔ یہ سوال جو میں نے کیا تھا یہ اس کی وضاحت میں کیا تھا۔

وزیر اعلیٰ:- مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر اس بات کا فیصلہ ہو جائے تو یہ سوال بعد میں بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ اور اس کا جواب ہم بعد میں دے دیں گے۔

آغا عبد الظاہر:- جناب والا! اس بات کی وضاحت کریں کہ سوال ابھی التواء میں ہے یا یہ مکمل ہو گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر:- جام صاحب نے اس کا پورا جواب ہاؤس میں دے دیا ہے۔ اگر کوئی اور ممبر نیا سوال کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں۔

آغا عبد الظاہر:- جناب والا! اگر یہ سوال آپ التواء میں نہیں رکھنا چاہتے تو ممبران کو ضمنی سوال تو کرنے دیں۔ جناب والا! ایڈمنسٹریشن سولہ گریڈ سے اکیس اور بائیس گریڈ تک چلتا ہے

جبکہ پاپولیشن کے لحاظ سے تین اعشاریہ اکاسی اور اسی، اس حساب سے چالیس سے ساٹھ پرسنٹ وہ ملازمین لئے گئے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ساٹھ ہزار کو ملازمتیں دیں یا دس ہزار کو ملازمتیں دیں۔ یہ تو سارے ڈومیسائل لوگ ہیں بلوچستان والوں کو کیا ملا۔ جو اس مٹی کے ہیں۔؟

وزیر اعلیٰ:- بلوچستان کو کیا ملا۔ اس کی میں نے تفصیل آپ کو پیش کر دی ہے۔

آغا عبد الظاہر:- جناب والا! اگر اس کا اعداد و شمار نکال جائے تو اسکا یعنی لوکل اور ڈومیسائل بالکل وہی حساب جیسا جنوبی افریقہ میں سفید فام اور سیاہ فام کا ہے

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ یہ ملک پاکستان ہے یہاں افریقہ کا سوال زیر بحث نہیں آسکتا۔ لیکن یہ بات ہوتی ہے سروسز جن کا تعلق سول گورنمنٹ سے ہوتا ہے اس میں آئین کے مطابق پر رکھی گئی ہے۔ اگر اسے آپ غور سے دیکھیں گے تو اس میں رفتہ رفتہ کمی آجاتی رہی ہے۔ آپ موجودہ حکومت کو کام کرنے دیں آپ گے کہ اس میں اپنے سروسز کے لائیں گے۔ اور انکے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

مسٹر اسپیکر:- میرے خیال میں یہ بہت بڑی بات ہے کہ جو سوال ہمارے معزز اراکین اسمبلی اور لوگوں کے ذہن میں تھا اس کا جواب جام صاحب نے فراہم کر دیا ہے۔ ہمارے میں معزز اراکین اسمبلی اپنی طرف سے یا عوام کی طرف سے کسی قسم بھی سوال اسمبلی میں کر سکتے ہیں۔ ویسے جواب آپ کو پورا دیا جا چکا ہے۔ اگر اس سوال میں کوئی غلطی ہے یا کوئی ایسی بات ہے تو آپ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے ان تمام لوگوں کے بارے میں بتلا دیا جو سروسز میں ہیں کہ ان میں کتنے پٹھان ہیں اور کتنے ڈومیسائل ہیں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں اپنے تمام اراکین اسمبلی سے یہ کہونگا کہ وہ اسکے جواب کو پر

پڑھیں اگر اس میں انہیں کوئی ایسی ویسی بات ہو تو وہ اسمبلی کے اگلے سیشن میں سوال کر سکتے ہیں۔

مسز فضیلہ عالیانی:۔ جناب والا! جو اعداد و شمار اس جواب میں دیئے گئے ہیں اگر اسمیں ہزارہ پٹھان کو جمع کریں تو ۶۸ فیصد ہو جاتے ہیں اور اس میں ہزارہ کو جمع کیا جائے جو ۳۸ فیصد ہیں تو یہ ۸۰ فیصد سے بھی زیادہ لوکل ہو گئے۔ اور اسیطرح اگر بوتج پٹھان اور ہزارہ کو جمع کیا جائے تو وہ ڈومیسائل سے کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! ہزارہ قوم کو قانونی طور پر بلوچستانی تصور کیا گیا ہے۔ ہزارہ قوم جب سے آئی ہے ان کے آنیکی میعاد مقرر ہے اس سلسلہ میں نوٹیفیکیشن کیا گیا ہے کہ انکے حقوق لوکلز کے برابر ہیں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔ سیکریٹری اسمبلی اعلانات کریں گے۔

اعلانات۔ رخصت کی درخواستیں۔

اختر حسین خان۔ (سیکریٹری اسمبلی)

میر محمد علی رند صاحب نے درخواست دی ہے کہ وہ آج آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے اس لئے آج مورخہ ۲ جولائی ۸۷ء کی رخصت منظور کیجائے۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے آیا رخصت منظور کیجائے۔

(رخصت منظور کیگئی)

سیکریٹری اسمبلی:- میر عبدالغفور بلوچ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ضروری کام کیوجہ سے آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے لہذا انہیں دو جولائی ۷۸ء کی رخصت دیجائے۔

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے۔؟

(رخصت منظور کیگئی۔)

سیکریٹری اسمبلی:- میاں سیف اللہ خان پراچہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ کسی کام کیوجہ سے باہر جا رہے ہیں آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے انہیں آج کی رخصت دیجائے۔"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:- میر نبی بخش خان کھوسہ نے درخواست دی ہے کہ، وہ بیماری کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اسلیئے انہیں دو جولائی ۷۸ء کی رخصت دیجائے"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کیجائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی:- میر عبدالنبی جمالی صاحب وزیر مال نے درخواست دی ہے کہ:

"وہ اسلام آباد جا رہے ہیں انہیں آج کی رخصت دیجائے۔ لہذا انہیں آج ۲ جولائی ۷۸ء کی رخصت دیجائے۔"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

قراردادیں

مسٹر اسپیکر:- اب میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب اپنی قرارداد نمبر ۶۰ پیش کریں ۔

قرارداد نمبر ۶۰

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :-

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع خاران میں واقع سب تحصیل بسیمہ کا درجہ بڑھاکر تحصیل کا درجہ دیا جائے نیز ناگ کو بھی سب تحصیل کا درجہ دیا جائے "

مسٹر اسپیکر:- قرارداد یہ ہے کہ :- " یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع خاران میں واقع سب تحصیل بسیمہ کا درجہ بڑھاکر تحصیل کا درجہ دیا جائے نیز ناگ کو سب تحصیل کا درجہ دیا جائے "

مسٹر اسپیکر:- نوشیروانی صاحب کیا آپ اپنی قرارداد سے متعلق کچھ کہیں گے ؟

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! ابھی میں صرف ناگ کا ذکر کروں گا ۱۹۷۴ء میں ناگ کو سب تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا یہ چھ مہینے تک سب تحصیل رہا پھر معلوم نہیں ہے کہ اسکو سب تحصیل کا درجہ نہیں دیا گیا ہے اور وجوہ کا پتہ نہیں ہے کہ اس کو کیوں ختم کر دیا ہے آپ ناگ کو دیکھ لیں یہ ایک بہت بڑا وسیع و عریض علاقہ ہے میری گزارش ہے بسیمہ کو تحصیل کا درجہ دیا جائے اور ناگ کو سب تحصیل کا درجہ دیا جائے کیونکہ ناگ اور بسیمہ کا فاصلہ اسی میل ہے آپ یہ دیکھیں کہ اسی میل کے لئے لوگ کیسے آجا سکتے ہیں۔ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بڑی تکلیف ہوتی ہے ہمارے پسماندہ علاقے میں ٹرانسپورٹ کا بھی انتظام نہیں ہے اس لیئے میں اپیل کروں گا کہ آپ اس قرارداد کو پاس کرائیں یہ ایک عوامی چیز ہے اس سے عوام کو سہولت ہوگی

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں یہ کہتا ہوں جہانتک عوام کا تعلق ہے۔ عوام کے مفاد کے لئے ہی تو یہ حکومت بنی ہے یہ عوام کے ممبران اسمبلی ہیں ان کو عوام نے منتخب کیا ہے اس قسم جو مسائل ہیں ان کی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔ اس میں کئی انتظامی مسائل اور آبادی کو دیکھنا پڑتا ہے۔ میں ممبر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے لئے حوصلہ رکھیں جیسا کہ میں نے معزز ممبر صاحب سے کہا تھا کہ ہم اس قرارداد پر غور کریں گے اس وقت وہ اس قرارداد پر زور نہ دیں اسکی مناسب وقت پر منظوری دیجائے گی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! اسلئے ناگ میں تحصیل کے درجے کو ختم کیا گیا تھا کہ اس لوگ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ پیپلز پارٹی کی وجہ سے اسکو ختم کر دیا گیا ہے۔ اب حکومت کے کئی اخراجات ہو رہے ہیں یہ عوامی مسئلہ ہے اسکو منظور کیا جائے یہ عوام کا حق ہے میں اس قرارداد پر زور دینا چاہتا ہوں۔ آپ اس کیلئے یا ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ وہ یا جاکر دیکھ لے وہ حقدار ہیں یا نہیں۔

مسٹر اسپیکر:- کیا نوشیروانی صاحب اس قرارداد پر زور دینا چاہتے ہیں؟

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! میں اس قرارداد پر زور دینا چاہتا ہوں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب اسپیکر! اسکے متعلق پارلیمنٹری میٹنگ میں فیصلہ ہو گیا تھا۔ جب وہاں اسکا فیصلہ ہو گیا ہے تو معزز ممبر کو اس کا خیال کرنا چاہیے۔ اسکے بعد یہ صحیح نظر نہیں کہ ایک اکثریتی جماعت کا ممبر اس رائے کا احترام نہ کریں اور اس سے باہر جائے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! میں اپنی جماعت کی حمایت کرتا ہوں اور یہ تو نہیں ہے کہ ہمیں جماعت نے خریدا ہے۔ ہم جماعت کے اندر ہیں اور ہم اپنی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیشہ حق کی بات کریں گے۔ جب دوسرے ممبران اپنے حق کے لئے بات کر سکتے ہیں تو ہم بھی ضرور کریں گے اس کے لئے جام صاحب ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ وہ دیکھے کہ اس علاقے کے لوگوں کا حق بنتا ہے یا نہیں۔ وہ جاکر بسیمہ کے اور ناگ کے علاقے کو جاکر دیکھیں کہ ان کا حق ہے یا نہیں پھر اس پر فیصلہ کیا جائے۔

مسٹر اسپیکر:- اگر آپ کمیٹی کی بات کرتے ہیں تو اس کے لئے پہلے دو دن کا نوٹس دینا چاہیے تھا

ملک حاجی محمد یوسف اچکزئی:- پہلے بھی جام صاحب کی زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی تھی یہ میٹنگ نصیر باچا کی ایک قرارداد پر ہوئی تھی۔ اب یہ قرارداد بھی پارلیمنٹری بورڈ سے ہو کر آئی ہے لیکن ہمارے سامنے تو اب آئی ہے ہم نے اس قرارداد کو پہلے نہیں دیکھا ہے۔

میر محمد نصیر مینگل۔ وزیر صنعت و حرفت:- پارلیمنٹری بورڈ کی تو ہر روز میٹنگ ہوتی ہے آج

بھی ہوئی ہے مگر معزز ممبر صاحب موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے انکو اس قرارداد کے بارے میں علم نہیں ہے ۔

مسٹر اسپیکر :- پارلیمنٹری بورڈ کیات باہر ہوتی ہے ۔ اس بات اور فیصلے ہاؤس میں نہیں ہو سکتے ہیں ۔

ملک محمد یوسف اچکزئی :- میری اس قرارداد کے بارے میں تجویز ہے کہ وہاں کی آبادی اور علاقے اور حالات کو دیکھا جائے ۔

وزیر اعلیٰ :- میں نے اس قرارداد کے متعلق کہا ہوا ہے کہ یہ معاملہ ایم بی آر کو بھیجیں گے اس معاملہ کو دیکھیں گے آبادی کو دیکھیں گے کہ وہاں پر تحصیل کی ضرورت ہے یا نہیں ہے اس حکومت نے تو کبھی عوامی کاموں میں مداخلت نہیں کی ہے ۔ ہم اسکو دیکھیں گے اور میں معزز صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد واپس لے لیں ۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :- جناب والا ! میں بھی یہ عرض کروں گا کہ اس معاملہ کو ایم بی آر کے سپرد کر دیا جائے ۔ تاکہ وہ اسکو دیکھیں اور تجویز دیں ۔

میر عبدالکریم نوشیروانی :- جناب والا ! اس قرارداد کو آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے یا کسی اور طریقہ سے دیکھا جائے ہر لحاظ سے اس علاقے کا حق بنتا ہے یہ علاقہ پندرہ سال سے سب تحصیل ہے ۔ اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے ۔ کیونکہ یہ ضرورت بھی ہے ۔

پرنس یحیٰ جان بلوچ:- جناب والا! ہمارے بلوچستان کے دراز علاقے ہیں اسکے علاوہ بھی کئی زیادہ آبادی والے علاقے ہیں آپکا آپس میں اسی میل کا فاصلہ ہے جیساکہ صاحب سے کہا گیا ہے کہ وہ اسکے لئے کمیٹی تشکیل دیں ۔تاکہ کمیٹی جائے اسکا جائزہ لے پھر فیصلہ کرے ۔

مسٹر اسپیکر:- اس قرارداد پر بہت بحث ہوگئی ہے اور میں اب اس قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کی قرارداد نمبر ۶۰ کو منظور کیا جائے ۔؟

(قرارداد نامنظور ہوگئی)

مسٹر اسپیکر:- چونکہ ایوان کی اکثریت سے قرارداد نامنظور ہوگئی ہے لہذا نوشیروانی صاحب اب بات نہ کریں اور ایوان کے وقار کا خیال کریں اس لیئے آپ بھی اس ایوان کے ممبر ہیں ۔

قرارداد نمبر ۶۱

مسٹر اسپیکر:- مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ اپنی قرارداد نمبر ۶۱ ایوان میں پیش کریں ۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:- جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ

"اس وقت دیہہ مل، تحصیل جھٹ پٹ ضلع نصیر آباد کا علاقہ سیم شاخ کی گزرگاہ پر واقع ہونے اور سیم شاخ کے پشتے نہ ہونے کی بنا پر تمام پانی علاقہ میں پھیل جانے سے سیم تھور سے بڑی طرح متاثر

ہوچکا ہے اور تمام علاقہ ایک جھیل رسمندر میں تبدیل ہوگیا ہے کئی دیہات زیر آب آگئے مکانات منہدم ہوگئے ہیں لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں مالکان اراضی کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ یہ علاقہ کبھی ایک سرسبز و شاداب ہوا کرتا تھا اور ضلع کا ایک پٹوار سرکل ہوتا تھا لیکن اب ایک ویران بنجر علاقہ میں تبدیل ہوگیا ہے اور روز بروز سیم و تھور کی وجہ سے مزید علاقے متاثر ہوتے جارہے ہیں اس کے تدارک کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ متعلقہ حکام کو ہدایت جاری کرے کہ وہ سیم شاخ کو بند کریں یا اس کے پشتے تعمیر کریں تاکہ پانی نہ مزید نہ پھیلنے پائے نیز متاثرین کی امداد کے لئے خصوصی فنڈ قائم کیا جائے اور جو فیز ٹو پہ کام شروع ہوچکا ہے اس سے مزید علاقہ کو سیم و تھور سے متاثر ہونے خدشہ ہے"

مسٹر اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ :

" اسوقت دیہہ مّل، تحصیل جھٹ پٹ ضلع نصیر آباد کا علاقہ سیم شاخ گزرگاہ پر واقع ہونے اور سیم شاخ کے پشتے نہ ہونے کی بنا پر تمام پانی علاقہ میں پھیل جانے سے سیم تھور بری طرح متاثر ہوچکا ہے اور تمام علاقہ ایک جھیل سمندر میں تبدیل ہوگیا ہے کئی دیہات زیر آب آگئے مکانات منہدم ہوگئے لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں مالکان اراضی کسمپرسی کی حالت میں ہیں یہ علاقہ کبھی ایک سرسبز شاداب ہوا کرتا تھا اور ضلع کا اہم پٹوار سرکل ہوتا تھا لیکن اب ایک ویران بنجر علاقہ تبدیل ہوگیا ہے اور روز بروز سیم و تھور کی وجہ سے مزید علاقے متاثر ہوتے جارہے ہیں اس کے تدارک کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ متعلقہ حکام کو ہدایت جاری کرے کہ وہ سیم شاخ کو بند کریں یا اس کے پشتے تعمیر کریں تاکہ پانی مزید نہ پھیلنے پائے نیز متاثرین کی امداد کے لئے خصوصی فنڈ قائم کیا جائے اور جو فیز ٹو پر کام شروع ہوچکا ہے اس سے مزید علاقہ کو سیم و تھور سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے"

مسٹر اسپیکر:۔ معزز رکن اگر معزز رکن اپنی قرارداد پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے اپنی قرارداد میں ذکر کیا ہے کہ عمل میں سیم شاخ نے جب سے کام شروع کیا ہے ایک کنارہ پر پلیٹفارم نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً پندرہ بیس فٹ پانی موجود ہے۔ جناب جہانتک سیم شاخ کا تعلق ہے تو اسے اوپر کی طرف سے تو ختم کیا جا رہا ہے لیکن نیچے کی جانب اسی وجہ سے ہم ڈوب رہے ہیں اور حالت یہ ہے یہ علاقہ جو کبھی سرسبز و شاداب تھا آج بالکل بنجر ہے لہٰذا وہاں بسنے والے لوگوں کی امداد کیلئے فنڈ دیا جائے اس سیم شاخ کو بند کیا جائے گا لیکن میرا خیال ہے یہ نہیں بن سکیں گے کیونکہ وہاں پندرہ فٹ پانی کھڑا ہے اس سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے لہٰذا میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ میری اس قرارداد کو منظور کرے تاکہ لوگوں کا مزید نقصان نہ ہو سکے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب اسپیکر! جہانتک قرارداد کا تعلق ہے اور اس میں جو کچھ کہا گیا ہے واقعی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے زمینیں متاثر ہو رہی ہیں ہماری یہ کوشش ہے کہ اس کیلئے ایک پراجیکٹ/منصوبہ پر عمل ہوا اور کوشش کی جا رہی ہے کہ سیم دتھور پر قابو پایا جائے جناب والا! میں کوئی ٹیکنیکل آدمی نہیں ہوں میں چاہتا ہوں کہ ٹیکنیکل افراد کی کمیٹی اس علاقے میں دورے پر جائیں اور معائنہ کریں اور متعلقہ ایم پی اے بھی ان کے ساتھ شامل ہوں۔ حالات کا جائزہ لیکر یہ کمیٹی اپنی سفارشات پیش کرے تو حکومت بلوچستان انشاء اللہ اپنے وسائل کے تحت کچھ کریگی اور ایم پی اے پراجیکٹ سے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائیگا۔ جناب والا! اگر یہ ہمارے وسائل سے باہر ہو گا تو مرکزی حکومت سے سفارش کیجائے گی وہ اس سلسلے میں ہماری مدد کرے تاکہ علاقہ کو سیم سے بچایا جا سکے اور یہ سرسبز و شاداب علاقہ بنجر نہ ہو۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ معزز رکن اس قرارداد پر زور نہیں دیں گے۔

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :- جناب اسپیکر! اس سلسلہ میں میری تجویز ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں تاکہ وہ معلومات کرے کہ وہاں شکار بن چکی ہے۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! جی ہاں ماہرین کی کمیٹی ہوگی معزز ممبر بھی اسمیں ہونگے۔

مسٹر اسپیکر :- جہاں تک آپکی قرارداد کی تعلق ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرے جب کہ آپ کمیٹی کی بات کرتے ہیں۔ دو دن پہلے آپکو ایوان میں نوٹس دینا چاہیئے تھا۔ ویسے جام صاحب نے یقین دہانی کرادی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ اپنی قرارداد پر زور دینا چاہتے ہیں؟

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ :- جناب والا! یہ اتنی بڑی بات ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ کیا آپ زور دیتے ہیں؟ کم از کم علاقے کو تو دیکھیں کہ وہاں کیا ہوا ہے کمیٹی بنا دیں تو میں اپنی قرارداد پر زور نہیں دوں گا۔

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! میں نے بتلا دیا ہے کہ ماہرین کمیٹی ہوگی اور ایم پی اے صاحبان بھی اسمیں ہونگے۔

مسٹر اسپیکر :- چونکہ اسمیں ٹیکنیکل لوگ ہونگے اسمیں دیگر چیزیں ہونگی یہ ایوان پر مشتمل کمیٹی نہیں ہوگی بلکہ حکومت کی تشکیل کردہ کمیٹی ہوگی جو ان تمام باتوں کا جائزہ لے گی اور معائنہ کرے گی۔ صوبائی حکومت اور جام صاحب واقعی آپکی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا جو مدد ہو سکتی ہے کیجائے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ اپنی قرارداد پر زور دینا چاہتے ہیں؟

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ:۔ جناب اسپیکر! مجھے امید ہے کہ چیف منسٹر صاحب جلد از جلد یہ کمیٹی تشکیل دیں گے اور اس اہم مسئلہ پر غور کریں گے۔ لہذا میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ سوال یہ ہے کہ محرک کو قرارداد واپس لینے کی اجازت دی جائے؟

(ایوان کی اجازت سے قرارداد واپس لے لی گئی)

مسٹر اسپیکر:۔ آج کے ایجنڈا کے مطابق اسمبلی کے سامنے مزید کوئی کاروائی نہیں۔ لہذا اجلاس مورخہ پانچ جولائی ۱۹۸۷ء کی صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دوپہر بارہ بجکر دس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ پانچ جولائی ۱۹۸۷ء کی صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)